

مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسرِ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 2010ء
مارچ

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.
WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

مارچ ۲۰۱۰

March 2010

مرکز سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

سُنّی دُنیا

امام احمد رضا خلق جمیل کے مہر درخشاں

ملک العلماء باغ رضا کے گل رعنا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

راد المہند علی المنہی الانہی المفند

زیر سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری



مدیر:
یونس رضا مونس
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

مالک ونگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

جلد: ۳۰
مارچ ۲۰۱۰ء
شمارہ: ۳

مرکزِ سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ سنی دُنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی
مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی
مفسرِ اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیرِ عاطفت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ
حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی
حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشینِ مفتیٔ اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں

مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر

یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ۔ زرِ سالانہ: ۱۸۰ روپے ۔ بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے ۔ لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دُنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
فون: 0581-3291453, 2472166
فیکس: 0581-2458543
Visit us: www.hazrat.org E-mail: akhtarrazakhan@yahoo.com, atiq_shujamalik@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام "اختر رضا خاں" یا "امام احمد رضا ٹرسٹ" ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

کمپوزنگ: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) 09719918888

اشاریہ

فلیفر حوا سے سرفراز ہوئی دنیا

از قلم
محمد یونس رضا مونس اویسی

وجہ وجود کائنات، فخر موجودات، دافع آفات وبلیات، سرور کون ومکاں، سید الانس والجاں رب کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنے اول وآخر، ظاہر وباطن تمام تر جلوؤں کے ساتھ بروز پیر سیدۃ النساء حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاک صاف گود میں جلوہ گر ہوئے ظلمتوں کی دنیا میں مایوسی شیطانوں کی محفل میں غم واندوہ، جہان شرک میں زلزلہ برپا ہوگیا، ان کے سوا پورا عالم، عرش وفرش، شجر وحجر، بحر وبر، چٹان و پہاڑ، ملائکہ غرض کائنات کا ذرہ ذرہ نبی کون ومکان کی تشریف آوری پر خوشیوں میں جھومنے لگا، مچلنے لگا سبھی کے چہروں پر مسکراہٹیں رقص کرنے لگیں، ہر ایک کے دل کی دنیا میں عجب انقلاب برپا ہوگیا ہر کوئی اپنے اپنے خوشنما انداز میں خوشیاں منانے لگا اللہ کا گھر مقدس گھر ''کعبہ معظمہ'' آپ ﷺ کے استقبال کے لئے جھکا بلکہ وہ اپنی زبان یوں فرمانے لگا:

"ولـد المصطفىٰ والمختار الذی تهلك بيده الـكفار ويطهر من عبادة الاصنام ويامر بعبادة الملك العلام"

مصطفیٰ، مختار کائنات ﷺ پیدا ہوئے، ان کے ہاتھوں سے کفار ہلاک ہوں گے اور کعبہ بتوں کی عبادت سے پاک ہوگا اور آپ ﷺ اللہ کی عبادت کا حکم دیں گے جو حقیقی بادشاہ اور سب کچھ جاننے والا ہے''۔

ربیع الاوّل: یوم پیر اس ماہ مبین کی فضیلت وعظمت کوئی کیا رقم کرسکتا جس نے سرکار علیہ السلام کی ولادت کا جلوہ سمیٹا ہو، جس میں آفتاب قدس جلوہ فرما ہوئے ہوں، ہاں! یہ وہی ماہ معظم ہے جس نے پوری دنیا کی خوشی کو اپنے دامن میں سمیٹ کر پوری دنیا کو خوش، مست اور بیخود کردیا۔

حضور اکرم ﷺ اسی ماہ میں جلوہ افروز ہوئے، ابن کثیر لکھتے ہیں: "ثم الـجمهور علىٰ ان ذلك كان فی شهر ربيع الاول"

یعنی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ سرکار علیہ السلام کی ولادت باسعادت ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی۔

(سیرت نبویہ)

پھر متعدد ائمہ کرام نے یہ نقل فرمائی ہے کہ آپ ﷺ بروز پیر ماہ ربیع الاول میں جلوہ افروز ہوئے۔ راجح قول کے مطابق ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔

امام حافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبداللہ شافعی اندلسی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

''ولـد سيـدنـا ونبيـنـا مـحمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لا ثنتی عشرة ليلة مضت من شهـر ربيـع الاول عــام الـفيـل قيـل بعد الفيل بخمسين يوما".

یعنی ہمارے سردار اور ہمارے نبی اللہ کے رسول محمد

ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا کہ واقعہ فیل کے پچاس دن بعد سرکار علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (عیون الاثر)

مصر کے مشہور سیرت نگار محمد صادق ابراہیم عرجون اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ'' میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ پیش ہے۔

کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ بروز پیر بارہ ربیع الاول عام الفیل کسریٰ نوشیرواں کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے اور ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں ۲۰ر اگست ۵۷۰ء بیان کی ہے۔

(محمد رسول اللہ/۱۰۲)

یہ بات محققین سیرت نگاروں کے درمیان پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سرکار علیہ السلام کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول عام الفیل ۵۷۰ء میں ہوئی نیز تاریخ ولادت راجح قول کے مطابق ۱۲ر ربیع الاول/ ۲۰ر اگست ہے اور ولادت کا دن سبھوں نے دوشنبہ (پیر) لکھا ہے۔ پیر کی فضیلت اور اس کی نسبت کے بابت حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن، بعثت بھی پیر کے دن، مکہ سے ہجرت بھی پیر کے دن، مدینہ طیبہ میں تشریف آوری بھی پیر کے دن اور دار فانی سے کوچ بھی پیر کے دن اور جس دن حضور نے حجر اسود اٹھا کر دیوار کعبہ میں رکھا تھا وہ بھی پیر کا دن تھا پیر کی فضیلت وعظمت اور سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت میں خوشی منانے اور اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالانے کا ثبوت خود حضور علیہ السلام کے عمل سے عیاں ہوتا ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں غیلان ابن جریر کے واسطہ سے ابوقتادہ سے روایت کی ہے۔

"ان اعرابیا قال یا رسول اللہ ماتقول فی صوم یوم الاثنین فقال ذاک یوم ولدت فیه وانزل علیّ فیه"

کہ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ پیر کے روزے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی۔ یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

سرکار دو عالم ﷺ کی برکتیں جس نے اپنے دامن میں سمیٹا وہ زمانہ میں ممتاز ہو گیا، کوئی ماہ ماہ ربیع الاول کی کوئی تاریخ ۱۲ر کی، کوئی دن پیر کے دن کی عزت وعظمت کو پاسکتا ہے، کوئی زمین ملک عرب کی برابری کر سکتی ہے الحاصل جسے سرکار علیہ السلام سے ادنیٰ نسبت حاصل ہو گئی اس کی عزت و عظمت پر زمانہ قربان ہے۔ لہٰذا اسی لئے خوش عقیدہ مسلمان ۱۲ر ربیع الاول کو اپنی غلامی کا ثبوت دیتا ہے اور سرکار علیہ السلام کی ولادت کی خوشیاں مناتا ہے اور کیوں نہ منائے۔ جب اللہ عزوجل کا فضل اور اس کی رحمت ملے تو اس پر خوشیاں ضرور مناؤ، فرماتا ہے:

قل بفضل اللّٰه وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو خيرفيما يجمعون.

اے حبیب! فرمایئے اللہ کا فضل اور اس کی رحمت سے اور پس چاہئے کہ اس پر خوشی منائیں یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں''۔ (سورۂ یونس)

غور کیجئے! سرکار علیہ السلام کا ہم گنہ گاروں میں تشریف لانا یہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور بیشک ہے بلکہ اس فضل ورحمت سے بڑھ کر دنیا کی کوئی نعمت نہیں ہے۔ وفادار مسلمان اس فرمان پر عمل پیرا ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت رہیں گے۔ ☆☆☆

تجلیات نعت

آقائے نعمت دریائے رحمت مجدّدِ دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابان عرب

میٹھی باتیں تری دین عجم ایمان عرب
نمکیں حسن ترا جان عجم شان عرب

اب تو ہے گریۂ خوں گوہر دامان عرب
جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کان عرب

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیران عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربان عرب

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہارانِ عرب

تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

مقبول دعا کرنا منظور ثنا کرنا
مدحت کا صلہ دینا مقبول ثنا کرنا

دل ذکر شریف ان کا ہر صبح و مسا کرنا
دن رات جپا کرنا ہر آن رٹا کرنا

سینہ پہ قدم رکھنا دل شاد مرا کرنا
دردِ دلِ مضطر کی سرکار دوا کرنا

سنسار بھکاری ہے جگ داتا دیا کرنا
ہے کام تمہارا ہی سرکار عطا کرنا

کب آپ کے کوچہ میں منگتا کو صدا کرنا
خود بھیک لئے تم کو منگتا کو ندا کرنا

دن رات ہے طیبہ میں دولت کا لٹا کرنا
منگتا کی دوا کرنا منگتا کا بھلا کرنا

ہم عین جفا ہی ہیں ہم کو تو جفا کرنا
اور تم تو کرم ہم پر اے جان وفا کرنا

دن رات خطاؤں پر ہم کو ہے خطا کرنا
اور تم کو عطاؤں پر ہر دم ہے عطا کرنا

کیوں نقش کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینہ دل کی نوری کو جلا کرنا

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

بوالہوس سن سیم و زر کی بندگی اچھی نہیں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

سروری کیا چیز ہے ان کی گدائی کے حضور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

ان کی چوکھٹ چوم کر خود کہہ رہی ہے سروری
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

سروری خود ہے بھکارن بندگان شاہ کی
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

تاج خود را کاسہ کردہ گوید ایں جا تاجور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

تاج کو کاسہ بنا کر تاجور کہتے ہیں یوں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

مفتی اعظم یکے از مرد مان مصطفیٰ
اس رضائے مصطفیٰ سے دشمنی اچھی نہیں

حجۃ الاسلام اے حامد رضا بابائے من
تم کو بن دیکھے ہماری زندگی اچھی نہیں

جو پیا کو بھائے اختر وہ سہانا راگ ہے
جس سے ناخوش ہو پیا وہ راگنی اچھی نہیں

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۸۶/۸۷

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے (۸۶) اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی ﴿۱۴۲﴾ اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے ﴿۱۴۳﴾ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں ﴿۱۴۴﴾ اور پاک روح سے ﴿۱۴۵﴾ اس کی مدد کی ﴿۱۴۶﴾ تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو (۸۷)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

﴿۱۴۲﴾ اس کتاب سے توریت مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے سب سے اہم عہد یہ تھا کہ ہر زمانہ کے پیغمبر کی اطاعت کرنا ان پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا ﴿۱۴۳﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک متواتر انبیاء آتے رہے ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ سب حضرات شریعت موسوی کے محافظ اور اس کے احکام جاری کرنے والے تھے چونکہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی اس لئے شریعت محمدیہ کی حفاظت و اشاعت کی خدمت ربانی علماء اور مجددین ملت کو عطا ہوئی ﴿۱۴۴﴾ ان نشانیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں جیسے مردے زندہ کرنا اندھے اور برص والے کو اچھا کرنا پرند پیدا کرنا غیب کی خبر دینا وغیرہ ﴿۱۴۵﴾ روح سے حضرت جبریل مراد ہیں کہ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی حیات ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے پر مامور تھے آپ ۳۳ رسال کی عمر شریف میں آسمان پر اٹھا لئے گئے اس وقت تک حضرت جبریل سفر حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے تائید روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلیل فضیلت ہے سید عالم ﷺ کے صدقہ میں حضور کے بعض امتیوں کو بھی تائید روح القدس میسر ہوئی صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے منبر بچھایا جاتا وہ نعت شریف پڑھتے حضور ان کے لئے فرماتے: اللّٰھم ایّدہ بروح القدس ﴿۱۴۶﴾ پھر اے یہود تمہاری سرکشی میں فرق نہ آیا ﴿۱۴۷﴾ یہود پیغمبروں کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پا کر انہیں جھٹلاتے اور موقع پاتے تو قتل کر ڈالتے تھے جیسے کہ انہوں نے حضرت شعیا و زکریا اور بہت انبیاء کو شہید کیا سید انبیاء ﷺ کے بھی درپے رہے کبھی آپ پر جادو کیا کبھی زہر دیا طرح طرح کے فریب بارادۂ قتل کیے۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، حضرت مولانا ابوحسام محمد عسجد رضا خاں قادری بریلی شریف

......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر مصور جہنم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ وہ جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۱۴۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۱۴۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے۔ بھلا کوئی چیونٹی، یا گیہوں یا جو کا دانہ تو بنادے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک یہ جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائیں تھیں ان میں جان ڈالو۔

(فتاویٰ رضویہ، حصہ اول ۹/۱۴۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالیٰ اسے عذاب کرے گا۔ یہاں تک کہ اس میں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی، دیکھنے والی اور دو کان سننے والے، ایک زبان کلام کرتی، وہ کہے گی میں تین فرقوں پر مسلط کی گئی ہوں، ایک جو اللہ کا شریک بتائے، دوسرا ہر ظالم ہٹ دھرم، تیسرا تصویر بنانے والا۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۱۴۴)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا۔ یا کسی نبی نے جہاد میں اسے قتل کیا، یا بادشاہ ظالم، یا ان تصویر بنانے والوں پر۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۱۴۴)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس پر ہوگا جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا کسی نبی نے جہاد میں اسے قتل فرمایا: یا بادشاہ ظالم یا جو شخص بے علم حاصل کئے لوگوں کو بہکانے لگے اور تصویر ساز پر۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۱۴۴)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ ہے جو کسی نبی کو شہید کرے یا کوئی نبی جہاد میں اسے قتل فرمائے، یا جو اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کرے اور تصویر بنانے والے اور وہ عالم جو علم پڑھ کر گمراہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۱۴۴)

(جاری ہے ....)

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

(۱) ایک شخص نے ایک شخص کو لکھ کر دیا ہے کہ آب زمزم کے پانی پر اور مدینہ منورہ کی کھجوروں پر فاتحہ پڑھنا جائز نہیں ہے صحیح جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۲) جو شخص آب زمزم اور مدینہ منورہ کی کھجوروں پر فاتحہ پڑھنے کو جائز نہیں لکھتا ہے اسی کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے بریلی شریف سے کئی بار دیوبندیوں کے خلاف فتوی منگایا لیکن جواب میں بجائے دیوبندیوں کے علمائے کرام وہابی تحریر فرماتے ہیں اور وہ شخص یہ کہتا ہے کہ کیا دیوبندی اور وہابی میں فرق ہے۔ اسکے لئے بھی آپ اس کا جواب صحیح تحریر فرمائیں۔ تاکہ اس کو یہ بتا دیا جائے کہ دیوبندی اور وہابی میں کیا فرق ہے وہ شخص اس بات پر بڑا اعتراض اٹھاتا ہے کہ بریلی شریف سے جواب وہابی کا آتا ہے دیوبندی کا نہیں۔

(۳) اگر پیش امام ٹائم نماز فجر کا کم رہنے کی وجہ سے فجر کی دو سنتیں بغیر پڑھے اگر جماعت پڑھادے تو نماز میں کوئی کمی تو نہیں آئیگی۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۴) ایک شخص بیماری کی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں فجر کی جماعت میں انہوں نے ایک رکعت تو ٹھیک قاعدے کے ساتھ پڑھ لی دوسری رکعت میں انکے ہاتھ گھٹنوں ہی پہ رکھے ہوئے یعنی سجدہ کی حالت میں رہے اور جب امام نے رکوع کیا تو ان کو یاد آیا۔ کہ میں نے نیت دوسری رکعت میں نہیں باندھی ایسی حالت میں نماز درست ہوئی یا نہیں جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۵) جو شخص وہابی عقائد رکھتا ہو تو اس شخص کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں۔ اور وہابی کے گھر کا کھانا کھانا چاہئے یا نہیں جو سنی شخص وہابی کے پیچھے یہ کہکر نماز پڑھ لیتا ہے کہ میاں نماز ہی تو پڑھنا ہے یہ لوگ بھی نماز ہی پڑھتے ہیں ویسے ہی ہم بھی پڑھ لیتے ہیں کیوں یہ مقتدی علم دار تو ہے نہیں ایسی نماز کے مطابق بھی صحیح جواب دیں۔

علیم الدین احمد جسپوری
مدرسہ گلشن غوثیہ محلہ کھتاری رام نگر نینی تال

الجواب:

(۱) فاتحہ پڑھنا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے خواہ آب زمزم اور مدینہ پاک کی کھجوروں پر ہو خواہ کسی اور شئ پر پڑھیں بشرطیکہ وہ حلال ہو شخص مذکور کا کہنا محض باطل وغلط ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دیوبندی فی الحقیقت وہابی ہی ہیں جو کہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان کے عقائد کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکار انبیاء واولیاء سے توسل کو شرک بتانا نداء غیر اللہ کو شرک

بتانا فاتحہ نیاز کا انکار کرنا وغیرہ باتیں سب وہابیہ میں مشترک ہیں فرق اتنا ہے کہ دیوبندی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین کے بھی مرتکب ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

ان کے وہابی ہونے کے ثبوت کے لئے یہ کافی ہے کہ رشید احمد گنگوہی نے محمد بن عبدالوہاب بلکہ خود اس کے بھائی علامہ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی نے اس سے نقل کیا کہ وہ لکھتا تھا کہ میرے مشائخ بھی ۶۰۰/ تک سب کافر ہیں کذا فی الصواعق الالھیہ فی الرد علی الوھابیہ للشیخ سلیمان بن عبد الوھاب نجدی نجدی کے عقائد کو عمدہ بتایا ہے دیکھو فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ رشید احمد گنگوہی اور یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی وہی ہے جس نے حرمین شریفین کے مسلمانوں کو مشرک و بت پرست ٹھہرا کر ان کے مال و جان کو مباح قرار دیا اور کتاب التوحید میں صاف لکھا کہ: ان عامۃ مسلم زمننا مشرکون نیز رد المحتار ۲/ ۳۳۹ مطبوعہ دیوبند میں علامہ شامی فرماتے ہیں: کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقاد ھم مشرکون استباحوا بذالك قتل اھل السنۃ الخ اسی کی کتاب التوحید کا ترجمہ اسمٰعیل دہلوی نے کی اور اسی کی طرح اس نے بھی تمام امت مسلمہ کو کافر و مشرک بنایا یہی وجہ ہے کہ ان وہابیہ نے ہم سنیوں کا نام قبر پرست رکھا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نہیں جب کہ وقت اتنا قلیل ہو کہ فرض ہی کی گنجائش ہو واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نماز ہوگئی واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) وہابی سے سلام کلام میل جول سب حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے پڑھنا بہت سخت ہے پڑھنے والے پر توبہ لازم و تجدید ایمان لازم واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہٗ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — فقیر مصطفیٰ رضا نوری

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — تحسین رضا غفرلہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین نائبان حضور سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم مسئلہ مذکورۃ الذیل میں:

زید کا کہنا ہے کہ جس طرح یزید پلید کے بارے میں کف لسان کا حکم ہے یونہی فرعون کے بارے میں بھی کف لسان کا حکم ہے بکر نے اس کی تردید میں یہ پیش کیا کہ وہ یقیناً کافر ہے اور یہ مسئلہ مسلم ہے کسی کا اختلاف نہیں ہے چنانچہ زید نے دلیل میں حضرت سید شاہ محمد اشرف صاحب جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا ایک گرامی قدر مکتوبہ پیش کیا جو انوار الصوفیہ میں شامل ہے جس میں حضرت نے اس مسئلہ پر تحقیق واضح فرمائی ہے مگر فارسی میں ہونے کے بموجب سمجھنے سے قاصر ہوں اس لئے حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت اس مسئلہ کا تصفیہ فرماتے ہوئے حقیقت مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ بینو اوتوجروا

فقط والسلام مع الاحترام

المستفتی: محمد مشتاق احمد ثابت القادری بلرام پوری

الجواب: مذہب اہل حق یہ ہے کہ حالت یاس کا ایمان مقبول نہیں اور یاس پر نص قطعی قرآن عظیم میں وارد قال

تعالیٰ فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا بأسنا یعنی کافروں کو اس وقت انکے ایمان نے نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا اور قرآن عظیم خود ناطق کہ فرعون یہ حالت یاس اور معائنہ عذاب الٰہی کے وقت ایمان لایا مگر اللہ عزوجل نے اسے قبول نہ فرمایا: قال تعالیٰ الآن وقد عصیت من قبل کیا اب ایمان لاتا ہے اور پہلے نافرمان تھا، لاجرم جملہ اہلسنّت نے زمانہ قدیم سے الی یومنا ھذا حالت یاس و معائنہ عذاب کے ایمان کے بے مقبول ہونے اور فرعون کے کفر پر اجماع فرمایا اور مخدوم اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو زید نے نقل کیا ہے اس کا ماخذ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی بعض کتب ہے جملہ اہلسنّت نے انکے اس قول کو رد فرمایا اور یہ انکا قول ہوتا اس صورت میں ہے جبکہ اس کی طرف بکثرت شواہد سے اسکی نسبت صحیح ہوجاتا ورنہ یقیناً الحاق پر محمول اور اکابر علماء کی کتابوں میں الحاقات بہت ہوتے ہیں خود شیخ کے بعض کتب میں بہت زیادہ الحاقات ہیں درمختار ۳/۳۲۲ میں آیا ہے کہ: لکنا تیقنا أن بعض الیہود افتراھا علی الشیخ قدس اللہ سرہ فیجب الاحتیاط بترک مطالعۃ تلک الکلمات ردالمحتار میں ہے: کما وقع للعارف الشعرانی أنہ افتری علیہ بعض الحساد فی بعض کتبہ أشیاء مکفرۃ وأشاعھا عنہ الخ۔ تو ممکن کہ یہ شیخ اکبر پر الحاق اور اختراع ہو اور اسی طرح حضرت مخدوم جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ علیہ کا قول عدم ثبوت اور الحاق پر محمول کیا جاتا مع ھذا۔ خود انہیں شیخ اکبر محی الدین سے منقول ہوا کہ انہوں نے بعض کتابوں میں تصریح فرمائی کہ فرعون، ہامان، قارون کے ساتھ جہنم میں ہے۔ لاجرم درمختار ۳/۳۱۷ میں فرمایا: توبۃ الیاس مقبولۃ دون ایمان الیاس۔ ردالمحتار ۳/۳۱۷ مطبوعہ دیوبند میں ہے: وأما ایمان الیائس فمذہب أھل الحق أنہ لاینفع عند الغرغرۃ ولاعند معاینۃ عذاب الاستئصال لقولہ تعالیٰ فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رأوا بأسنا ولذا أجمعوا علی کفر فرعون کما رواہ الترمذی فی تفسیرہ فی سورۃ یونس ان خالف فی ذالک الامام العارف المحقق سید محی الدین بن عربی فی کتابہ الفتوحات قال العلامۃ ابن حجر فی الزواجر فانا وان کنا نعتقد جلالۃ قائلہ فھو مردود فان العصمۃ لیست الا للانبیاء مع انہ نقل عن بعض کتبہ أنہ صرح فیہا بان فرعون مع ھامان وقارون فی النار واذا اختلف کلام امام فیؤخذ بما یوافق الادلۃ الظاھرۃ ویعرض عما خالفہا واللہ اعلم

اختر رضا خان ازہری
۸؍شعبان ۹۷ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
بہاء المصطفیٰ قادری اعظمی

علمائے دین و مفتیان کرام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید نے ایک رافضی سے تجارت کے لئے روپیہ سود پر لیا یہ جائز ہے یا نہیں شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو اس سے آگاہ فرمائیں کیا جس طرح سے ایک مسلمان سے سود لینا دینا حرام ہے اسی طرح سے وہابی و رافضی سے بھی حرام ہے حرام ہونے کی صورت میں زید کے اوپر کفارہ کیا ہے شریعت پاک کا جو حکم ہو اس سے آگاہ فرمائیں عین مہربانی ہوگی میری جانب سے علمائے دین و مفتیان کرام

کی خدمت میں سلام علیک عرض ہے۔
المستفتی: فقط طالب دعا گلشن خاں
۵۲/ باغ محمد چال راجہ روڈ ممبئی ۸

الجواب:
اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب: روافض زمانہ کہ سیدہ طاہرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ زوج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تہمت زنا (معاذ اللّٰہ) دھرتے اور قرآن عظیم کو ناقص جانتے اور اسکی تنقیص کی تہمت حضرت عثمان غنی کے سر رکھتے ہیں اور وحی میں جبریل امین علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے اوپر خطا کا الزام اٹھاتے ہیں کہ وحی تو علی کے لئے تھی جبریل نے غلطی سے حضور پر اتار دیا العیاذ باللہ العلی العظیم قرآن عظیم کے منکر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حضرت عائشہ کی برأت میں: ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنت لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولھم عذاب عظیم یعنی وہ لوگ جو پاک اور ایسی بھولی بھالی مومن بیبیوں کو تہمت لگائیں دنیا میں اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے اس آیت کریمہ سے حضرت عائشہ کی برأت میں اور ان کا محصنہ ہونا ظاہر ہے اور یہ آیت منجملہ ان سات آیتوں کے ہے جو اللہ نے پیارے رسول علیہ السلام کی پیاری بیوی کی برأت میں اتاری اور اسی آیت سے ان کا انجام بھی معلوم ہوا جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون الآیۃ ہم نے قرآن اتارا اور ہمیں اس کے حفاظت کرنے والے ہیں رافضی نے قرآن کو ناقص کہہ کر خدا کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ویفعلون مایؤمرون یہ فرشتے وہی کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے انہیں حکم ہوتا ہے حضرت جبریل امین کو تبلیغ وحی میں خطا کا الزام دیکر رافضی نے اس آیت کریمہ کو جھٹلایا کہ اس کا صریح مفاد تو یہ ہے کہ ان سے امر الٰہی کی تعمیل میں خطا نہیں ہوتی اور یہ ان پر خطا کا مجوز ہے۔ اور رسل ملائکہ تو رسل ملائکہ سے انسانوں میں انبیاء تبلیغ میں سہو ونسیان سے تمام اہلسنّت کے نزدیک معصوم ہیں کما صرح بہ فی الشفاء رافضی ملعون نے خدائے عزوجل کی حکمت کاملہ پر بھی دھبہ لگا دیا کہ اس نے ایسے کو تبلیغ وحی پر مامور کیا جس سے اس میں خطا ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اس خطا کو مقرر کیا اس طرح ان کے طور پر معاذ اللہ خود خدائے حکیم ناحکیم بلکہ خاطی ٹھہرا والعیاذ باللہ رب العالمین ایسا کیوں نہ بکیں کہ ان کے نزدیک خدا پر افتراء جائز ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے ایک حکم فرماتا ہے اور جب دوسرے میں مصلحت دیکھتا ہے تو دوسرے کا حکم فرماتا ہے: کما صرحوا بہ فی العقائد حکایۃ عن ابی حنیفہ یہ معاذ اللہ اللہ کو جاہل ٹھہراتا ہے بالجملہ رافضی مکذب قرآن وحدیث منکر ضروریات دین ہے اور ایسا شخص مرتد ہے لاجرم ہمارے علماء اہلسنّت نے ان پر کفر کا حکم فرمایا کہ: فی العقود الدریہ للعلامۃ ابن عابدین الشامی وکما صرح بہ امام اہل السنۃ فی فتاواہ ورسالتہ المبارکہ رد الرفضہ فلتراجع اور مرتد سے معاملات نکاح وبیع وشراء سب حرام ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من بدل دینہ فاقتلوہ مگر یہ حکم سلطنت اسلامیہ کا ہے کہ سلطان اسلام کی طرف اقامت حدود مفوض ہیں۔ کما صرحوا بہ اور معاملات تو معاملات ان سے میل جول ساتھ اٹھنا بیٹھنا سب بنص قطعی قرآن حرام ہے۔
قال اللّٰہ تعالیٰ واماینسینک الشیطن فلا

تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کیساتھ نہ بیٹھو۔

تفسیر احمدی میں فرمایا: الظلمین یعم الکافر والفاسق والمبتدع والقعود مع کلھم ممتنع اھ اور حضور فرماتے ہیں: فایاکم وایاھم ان سے بچوان سے دور رہو اور انہیں دور رکھو اور فرماتے ہیں: لا تترئی ناراھما مسلمان، کافر کے کفر کے قریب نہ ہوں کہ آپ کو دونوں دکھائی دے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: لاتجالسوھم ولاتواکلوھم ولاتشاربوھم ولاتناکحوھم ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ نہ کھاؤ، نہ پیو اور نہ ان سے نکاح کرو۔

ابن حبان والعقیلی یہ حدیث بحمدہ تعالیٰ خاص حرمت معاملات کا جزیہ ہے بالجملہ رافضی سے بے ضرورت شرعیہ معاملہ بیع وشراء ناجائز خواہ کوئی اور معاملہ ہونا جائز ہو اور زیادتی کی شرط پر جو قرض اس سے لیا لینے والا گنہ گار ہوا اگر چہ یہ زیادتی سود نہ کہلائے گی کہ سود تو مسلمان مسلمان کے درمیان ہوتا ہے مسلمان اور حربی کافر (مرتد بھی اسی حربی کے حکم میں ہے) کے درمیان نہیں ہوتا کہ سود کے لئے دونوں طرف مال معصوم ہونا شرط ہے ردالمحتار میں ہے:

شرط الرباء عصمة البدلین وہابیہ زمانہ کا بھی یہی حکم ہے زید پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

الجواب صحیح: تحسین رضا غفرلہ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — فقیر مصطفیٰ رضا القادری

مرتد سے کوئی معاملات جائز نہیں۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نعت شریف

شانِ عالمؔ مسعودی جھوٹی تکیہ بہرائچ

انیس بے کساں بن کر شفیع عاصیاں بن کر
نبی تشریف لائے رحمت کون و مکاں بن کر

بہر سو جور و استبداد کا ہنگامہ برپا تھا
نبی تشریف لائے رحمت کون و مکاں بن کر

قدوم ناز کا سرکار کے اعجاز تو دیکھو
ابھر آئے نقوش پا منازل کے نشاں بن کر

ہر اک لمحہ تمنا رقص کرتی ہے مرے دل میں
پہنچ جاؤں مدینے میں غبار کارواں بن کر

جو فرمادیں شہ والا وہی حکم الٰہی ہو
ہوئے دنیا میں وہ جلوہ نما رب کی زباں بن کر

قطاریں منتظر تھیں مسجد اقصیٰ میں نبیوں کی
کہ آنے والے ہیں وہ مقتدائے مرسلاں بنکر

خدا نے رحمت اللعلمیں خود ان کو فرمایا
ہوئے مبعوث آقا رحمت ہر دو جہاں بن کر

شب اسریٰ کے دولہا کی بلندی کوئی دیکھے تو
گئے وہ عرش اعظم پر خدا کے مہماں بن کر

ابو بکر و عمر، عثماں، علی کی شان تو دیکھو
رہے سرکار کے سچے رفیق و رازداں بن کر

مرے نغمات سن کر یہ کہا اہل محبت نے
رہو تم شانؔ عالم طوطی ہندوستاں بن کر

☆☆☆

امام احمد رضا خلقِ جمیل کے مہر درخشاں

المرسل: محمد عرفان ایدی مدینہ منورہ عرب شریف

عالم تصور میں جب بریلی کے تاج دار امام احمد رضا کا خاکہ ابھرتا ہے تو دل و دماغ عشقِ رسول کی خوشبو سے مہک اٹھتے ہیں اور ہر طرف علم وفن کی قندیلیں جگمگا اٹھتی ہیں۔ ایک سو سے زیادہ علوم وفنون پر قریب ایک ہزار کتابیں لکھنا کسی فردِ واحد کا کام نہیں۔ ان کی ذات فردِ واحد میں انجمن در انجمن تھی۔ ان کی زندگی کے جس رخ کو نگاہ اٹھا کر دیکھئے، وہ علم وفضل اور کردار واخلاق کے بلند قامت مرد کامل نظر آتے ہیں۔ ان کے علم وحکمت کی سر پٹکتی موجوں سے ہزاروں نہریں نکلیں، جن کی علمی آب کاریوں سے عرب وعجم شاداب وسرشار ہوگئے۔ وہ سراپا جمال اور ان کا ہر کردار پیکرِ اخلاق تھا۔ ان کی محفلیں علم وعشق سے لبریز رہتی تھیں۔ ان کی حیات کا ہر گوشہ اخلاقِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا پرتوِ جمال تھا، جو ان سے ایک بار ملاقات کر لیتا بار بار ملاقات کا شوقِ فراواں لے کر اٹھتا۔ وہ گالیوں کا جواب بھی مسکراہٹوں کے پھولوں سے دینے کا ہنر جانتے تھے۔ غیروں نے ان کا تعارف شدت پسند کی حیثیت سے کرایا، مگر یہ ان کی نظر کا فرق تھا۔ غیروں نے جس وصف کو تشدد سے تعبیر کیا، وہ ان کا تصلب فی الدین تھا۔ دشمنانِ رسول کے خلاف شدت برتنا ایمان کا تقاضا بھی تھا اور اخلاق کا داعیہ بھی۔ ان کی اقلیمِ حیات میں منافقت اور مداہنت کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔

امام احمد رضا اپنے آقا مدنی تاج دار صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور پکے وفادار تھے۔ انہوں نے اپنے آقا کی سنتوں سے کبھی سر مو انحراف نہیں کیا۔ وہ کاروبارِ حیات سے لے کر محراب ومنبر تک شریعت وطریقت کے پابند رہتے تھے۔ جس کی آنکھوں میں اخلاقِ نبوی کی تصویریں تیرتی ہوں وہ کبھی ترش رو نہیں ہوسکتا، جو نبیِ رحمت کی اداؤں کا داعی ہو، کبھی شدت پسند نہیں ہوسکتا۔ وہ سراپا انسانیت تھے، حقوقِ انسانی کی ادائیگی ان کا طرۂ امتیاز تھا، تواضع وانکساری ان کا وصفِ جمیل تھا۔ ان کی دل آویز زندگی کا مطالعہ کیجیے، محبت ہی محبت نظر آئے گی۔

دراصل عام طور پر ان کی علمی خدمات پر لکھا گیا، ان کے رد بدعات ومنکرات کو موضوعِ سخن بنایا گیا۔ گستاخانِ رسول کے خلاف ان کی تنقیدات وتعاقبات کو عنوانِ قلم بنایا گیا، اس لیے ان کی نرم خوئی اور منکسر المزاجی پردۂ خفا میں چلی گئی۔ غیروں کو بھی انہیں شدت پسند کی حیثیت سے بدنام کرنے کا خوب موقع ملا، جس کے نتیجے میں ان کی فکر و شخصیت شدت پسندی کی علامت بن کر رہ گئی۔ حالاں کہ یہ ایک عظیم جمالیاتی فکر کی حامل بلند اخلاق شخصیت کے ساتھ نا انصافی ہے۔

یہ ایک زمینی حقیقت ہے کہ ہر بلند شخصیت کے مختلف جہات ہوتے ہیں اور یہ ہوتا رہا ہے کہ بعض حالات کے تقاضے شخصیت کے بعض اہم پہلوؤں کو نظر انداز کردیتے ہیں۔

امام احمد رضا کے دور سے لے کر آج تک دشمنانِ

رسول کا رد بڑا حساس موضوع رہا ہے۔ امام احمد رضا کے فکر و قلم نے اس رخ پر بڑا اہم اور کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے ان کا قلم ہمیشہ بیدار اور برق بار رہا ہے۔ اس لیے اس میدان میں ان کی سخت گیری تو خوب مشتہر ہوئی، مگر ان کی حیات کے انسانیت نواز اور اخلاقی پہلو پس دیوار چلے گئے۔ اخلاص وللّٰہیت، اخلاق و تقویٰ، ایثار و وفا، خدمت خلق، حسنِ سلوک، غریبوں کی غم گساری، اعزہ و اقارب کی صلہ رحمی، مریضوں کی عیادت، بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت، احباب و تلامذہ پر بارشِ کرم، سائلوں پر جود و سخا جیسے اوصاف و کمالات ان کی دل کش حیات کے درخشاں پہلو ہیں۔ اخلاقیات کے ان دل آویز گوشوں پر آپ نے زندگی بھر لکھا بھی اور اپنی زندگی میں ان پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اخلاقیات کے ہر پہلو کی تکمیل کے لیے ایک جامع دستور العمل ہے۔ ایک بندۂ مومن کو پیکرِ اخلاق ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کی زندگی عشقِ رسول کے سوزِ دروں سے لبریز اور اتباعِ رسول سے عبارت ہو اور سچی بات یہ ہے کہ کامل اطاعت گہری محبت ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ محبت کے بغیر اطاعت بے کیف اور بے رنگ نظر آتی ہے۔

ذاتی اوصاف و خصائل پر ایک نظر: امام احمد رضا قدس سرہٗ کی نشست و برخاست اور رفتار و گفتار سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، نرم خوئی اور تواضع و انکساری ان کے ایک ایک عمل میں نمایاں تھی۔ ان کی عادات و خصائل پر نگاہ ڈالنے کے بعد یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ان کے مزاج میں شدت رہی ہوگی۔ بقول سید ایوب علی ''اکثر اوقات ایسا ہوا کہ میں اور برادرم قناعت علی پھاٹک سہ دری کے اندر کام کر رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور پورا صحن بیرونی نشست گاہ طے فرما کر خود تقدیم سلام فرمائی، تب ہم لوگ خبردار ہوئے''۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک پاوں دوسرے پاوں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے، چوں کہ کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا اس لیے گاؤ تکیہ پشت مبارک کے پیچھے رکھا کرتے تھے، اس سے پیش تر کہ یہ مرض نہیں تھا، کبھی گاؤ تکیہ استعمال نہ فرمایا۔ کتب بینی یا لکھتے وقت پاوں مبارک سمیٹ کر دونوں زانو اٹھائے رہتے، ورنہ سیدھا زانوے مبارک اٹھا رہتا اور دوسرا بچھا رہتا، اور کبھی بایاں زانو ضرورتاً اٹھاتے تو داہنا بچھالیا کرتے تھے، ذکرِ میلادِ مبارک میں ابتدا سے آخر تک ادباً دو زانو بیٹھے رہا کرتے، یوں ہی وعظ فرماتے، چار پانچ گھنٹے کامل دو زانو ہی منبر شریف پر رہتے۔

جناب سید ایوب علی کا بیان ہے کہ امام احمد رضا کی بعض عادات کریمہ یہ بھی تھیں کہ بہ شکل نام اقدس ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمانا، ٹھٹھا نہ لگانا، جمائی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لینا اور کوئی آواز نہ ہونا، کلی کرتے وقت دست چپ ریشِ مبارک پر رکھ کر خمیدہ سر ہو کر پانی منہ سے گرانا، قبلہ کی طرف رخ کر کے کبھی نہ تھوکنا، نہ قبلہ کی طرف پاے مبارک دراز کرنا، نمازِ پنج گانہ مسجد میں با جماعت ادا کرنا، فرض نماز با عمامہ پڑھنا۔

حیاتِ اعلیٰ حضرت میں انہیں کا بیان ہے کہ حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کے اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ سوجی کا اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوتا۔ ہفتہ میں دو بار جمعہ اور سہ شنبہ کو ملبوسات شریف تبدیل کرتے تھے، ہاں اگر پنج شنبہ کو یوم عیدین یا یوم النبی ﷺ اگر پڑے تو دونوں دن لباس تبدیل

فرماتے یا شنبہ کے دن یہ مبارک تقریبیں آتیں، تب بھی دونوں دن تبدیل فرماتے۔ ان دونوں تقریبوں کے علاوہ سوا یوم معین کے اور کسی وجہ سے لباس تبدیل نہ فرماتے۔

تواضع و انکساری: امام احمد رضا عجز وانکسار کے بھی پیکر تھے۔ جناب سید ایوب علی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت شریف حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ العزیز کے عرس سراپا قدس سے واپسی صبح کی گاڑی سے ہوئی۔ حضور نے اس وقت اسٹیشن پر آکر وظیفہ کی صندوقچی حاجی کفایت اللہ صاحب سے طلب فرمائی، کسی نے جلدی سے آرام کرسی ویٹنگ روم سے لاکر بچھادی۔ ارشاد فرمایا، یہ تو بڑی متکبرانہ کرسی ہے۔ جتنی دیر تک وظیفہ کیا آرام کرسی کے تکیہ سے پشت مبارک نہ لگائی۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص، 107)

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں کا بیان ہے کہ حضرت جدامجد سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ العزیز کا عرس شریف میرے والد صاحب قدس سرہ نہایت اہتمام وانتظام اور اعلیٰ پیمانے پر کیا کرتے تھے، اس میں بارہا حضرت مولانا بھی تشریف لاتے اور میرے اصرار سے بیان بھی فرمایا، مگر اس طرح کہ حاضرین مجلس سے فرماتے ہیں:

''ابھی اپنے نفس کو وعظ نہیں کہہ پایا دوسروں کو وعظ کے کیا لائق ہوں۔ آپ حضرات مجھ سے مسائل شرعیہ دریافت فرمائیں، ان کے بارے میں جو حکمِ شرعی میرے علم میں ہوگا؟ چوں کہ بعد سوال اسے ظاہر کر دینا حکمِ شریعت ہے؟ میں ظاہر کردوں گا''۔

(حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور، ص، 106)

اساتذۂ کرام کا ادب و احترام: امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جن اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی ان کا بے پناہ ادب واحترام کرتے، خود امام احمد رضا نے اساتذہ کی تعظیم وتکریم کے تعلق سے جو کچھ تحریر فرمایا وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ امام احمد رضا اساتذہ کی تعظیم کے حوالے سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''عالمگیری میں و نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے: امام زندویستی نے فرمایا، عالم کا حق جاہل اور استاذ کا شاگرد پر یکساں ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بات نہ کرے، اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کے غیبت میں بھی نہ بیٹھے، اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔ اسی میں غرائب سے ہے: ینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ و آدابہ لا یفتن بشی من مالہ'' آدمی کو چاہیے کہ اپنے استاذ کے حقوقِ واجب کا لحاظ رکھے، اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے، یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بہ خوشی خاطر حاضر کرے اور اس کو قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔ اسی میں تاتار خانیہ سے ہے: استاذ کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے، اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو، اس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسی کھول دی۔ استاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہوا تو اس کے دروازے پر ہاتھ نہ مارے، بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

علماء فرماتے ہیں: جس سے اس کے استاذ کو کسی طرح ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کا لزوم دوبارہ ہو گیا اور اس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ ج:9: ص،6768)

امام احمد رضا کی یہ تحریر تعظیم استاذ کے تعلق سے انتہائی جامع اور ایمان افروز ہے۔ اسلام میں استاذ کا مقام والدین کریمین سے بھی زیادہ ہے۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام احمد رضا اپنے اساتذہ کی بارگاہ کے کتنے ادب شناس ہوں گے۔ ابتدائی کتابوں کے بعد امام احمد رضا نے میزان ومنشعب وغیرہ حضرت مولانا مرزا غلام بیگ سے پڑھیں۔ امام احمد رضا آں فضل وکمال ان کا بے حد ادب و احترام کرتے، ان کی ہر بات پر سرِ تسلیم خم کرتے۔ حضرت مولانا ظفر الدین رضوی تحریر فرماتے ہیں: ایک زمانے میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امرتالین میں تھا، وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے۔ فتاویٰ رضویہ میں اکثر استفتا ان کے ہیں۔ انھیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے رسالہ مبارکہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" تحریر فرمایا۔ اعلیٰ حضرت ان کی بات بہت مانا کرتے تھے، جب کوئی اہم کام سمجھا جاتا تو لوگ حضرت مرزا مرحوم کو سفارشی لاتے، ان کی سفارش کبھی رائگاں نہیں جاتی تھی۔ اعلیٰ حضرت ان کا بہت زیادہ خیال فرماتے اور وہ جو کچھ عرض کرتے ان کو قبول فرماتے۔ بڑے صاحب تقویٰ اور اعلیٰ حضرت کے فدائی اور جاں نثار تھے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص،96،97)

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ تلامذہ جب بہت قابل اور مشہور ہو جاتے ہیں تو اپنے ابتدائی اساتذہ کو خاطر میں نہیں لاتے۔ مرزا صاحب امام احمد رضا کے ابتدائی استاذ تھے بلکہ وہ بعد میں امام احمد رضا سے مسائل بھی دریافت کرتے تھے مگر اس کے باوجود امام احمد رضا کا رویہ ان کے ساتھ ایک شاگرد ہی کی طرح رہا۔ یہ امام احمد رضا کا کمالِ اخلاق اور حد درجہ تواضع وانکساری تھی۔

والدین کریمین کی تعظیم و تکریم: استاذ الاساتذہ حضرت مولانا نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے والد ماجد بھی تھے اور استاذ گرامی بھی۔ آپ کے دل میں ان کا جو اعلیٰ مقام تھا، اسے قیدِ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا، امام احمد رضا شہرت ومقبولیت کی بلندیوں پر پہنچنے کے باوجود اپنے والد ماجد کی بے پناہ تعظیم وتکریم فرماتے۔ اسی طرح والدہ ماجدہ کی بھی بے حد تعظیم وتکریم کرتے اور ان کے ہر حکم پر سرِ نیاز خم کرتے۔

حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی کا بیان ہے": اعلیٰ حضرت قبلہ حضرت حجۃ الاسلام کو گھر کے ایک دالان میں پڑھانے بیٹھتے۔ وہ پچھلا سبق سن کر آگے سبق دیتے تھے۔ پچھلا سبق جو سنا تو وہ یاد نہ تھا، اس پر ان کو سزا دی۔ اعلیٰ حضرت کی والدہ محترمہ جو دوسرے دالان کے کسی گوشے میں تشریف فرما تھیں، انھیں کسی طرح اس کی خبر ہو گئی۔ وہ حضرت حجۃ الاسلام کو بہت چاہتی تھیں، غصہ میں بھری ہوئی آئیں اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی پشت پر ایک دو ہنٹر مارا اور فرمایا تم میرے حامد کو مارتے ہو۔ اعلیٰ حضرت فوراً جھک کر کھڑے ہو گئے اور اپنی والدہ محترمہ سے عرض کیا کہ اماں اور ماریے جب تک کہ آپ کا غصہ فرو نہ ہو، یہ کہنے کے بعد انہوں نے ایک دو ہنٹر مارا، اعلیٰ حضرت سر جھکائے کھڑے رہے، یہاں تک کہ وہ خود واپس تشریف لے گئیں، اس وقت تو جو غصہ میں ہونا تھا ہو گیا، مگر اس واقعہ کا ذکر جب کرتیں تو آب دیدہ ہو کر فرماتیں کہ دو ہنٹر مارنے سے پہلے میرے ہاتھ کیوں نہ ٹوٹ گئے۔ ایسے مطیع وفرماں بردار بیٹے کو جس نے خود کو پٹنے کے لیے پیش کر دیا، دوسرا ہنٹر کیسے مارا، افسوس۔ (سیرت اعلیٰ حضرت، ص،92)

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں کا بیان ہے کہ مولانا امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کا انتقال ہوا تو وہ اپنے حصہ جائداد کے خود مالک تھے، مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے سپرد تھا، وہ پوری مالکہ اور متصرفہ تھیں، جس طرح چاہتیں صرف کرتیں۔ جب مولانا کو کتابوں کی خریداری کے لیے کسی غیر معمولی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ ماجدہ کی خدمت میں درخواست کرتے اور اپنی ضرورت ظاہر کرتے۔ جب وہ اجازت دیتیں اور درخواست منظور کرتیں تو کتابیں منگواتے تھے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص،108)

تعظیم والدہ کے تعلق سے ایسی مثالیں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ یقیناً امام احمد رضا علم و اخلاق اور تواضع و انکسار کے پیکرِ جمیل تھے۔

علمائے کرام کا مقامِ عظمت: امام احمد رضا اپنے معاصرین علما کا بے حد احترام کرتے تھے۔ خطوط لکھتے تو انتہائی بلند آداب والقاب تحریر فرماتے، ملاقات کے وقت تواضع و انکساری کا مظاہرہ فرماتے، معاصرین میں اخص ترین حضرت محدث سورتی تھے۔ جس وقت دونوں کی نظریں ملتیں پہلے مصافحہ پھر معانقہ فرماتے، ایک دوسرے کی دست بوسی فرماتے۔ خط میں القاب و آداب اس طرح تحریر فرماتے": الاسد الاسد والارشد الارشد، کنز الکرامۃ، جبل الاستقامۃ۔" حضرت مولانا ظفر الدین قادری نے حیات اعلیٰ حضرت میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے" : پیلی بھیت میں ایک دعوت میں حضرت محدث سورتی اور اعلیٰ حضرت تشریف فرما تھے، دسترخوان بچھانے سے پیش تر میزبان نے آفتابہ وطشت لیا کہ ہاتھ دھلایا جائے۔ حضرت محدث سورتی نے عام عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا:

"آپ محدث ہیں اور عالم بالسنۃ ہیں، آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیوں کہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تا کہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے، میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی۔"

محدث اعظم ہند مولانا محمد کچھوچھوی کا بیان ہے کہ اس دسترخوان پر میں بھی حاضر تھا۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر حضرت محدث صاحب نے ہاتھ بڑھا کر طشت کو اپنی طرف کھینچا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائے جائیں اور اعلیٰ حضرت نے مسکراتے ہوئے چہرے سے فرمایا کہ اپنے فیصلے کے خلاف عمل درآمد آپ کی شان کے خلاف ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص،138)

امام احمد رضا کا یہ عمل کسی ایک عالم کے ساتھ نہ تھا بلکہ تمام علمائے اہل سنت کے ساتھ یہی محبت کا برتاو فرماتے، اگر کوئی علما کی توہین کرتا تو سخت برہم ہوتے۔ علمائے کرام کی تعظیم اور توہین کے حوالے سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"علمائے کرام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا یستخف بحقھم الا منافق علما کے حق کو ہلکا نہ جانے مگر منافق رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ عنہ۔ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ

وسلم: لا یستخف بحقهم الا منافق بین النفاق، ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق، رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبد اللّٰہ الانصاری رضی اللّٰہ عنهما، اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں، رواہ احمد والحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادہ بن الصامت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ۔ پھر اگر عالم کو اس لیے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے۔ اور اگر بہ وجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا، تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب، خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصۃ میں ہے: من ابغض عالماً غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر۔ منح الروض الازہر میں ہے "الظاہر انہ یکفر"۔

(فتاویٰ رضویہ، ج9، ص،140)

امام احمد رضا قدس سرہٗ حسب مراتب علمائے کرام کا احترام کرتے، اپنے اکابر و مشائخ کی شان میں قصیدے لکھتے بلکہ اپنے اصاغر علما اور تلامذہ کی بھی مدح سرائی کرتے لیکن نوابوں اور بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ایک بار کسی نے نواب نانپارہ، ضلع بہرائچ کی قصیدہ خوانی کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ایک نعت مقدس لکھی جس کے مقطع میں برجستہ اظہار برہمی فرمایا:

کروں مدح اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، مرا دین پارۂ ناں نہیں

ملک العلما حضرت مولانا ظفر الدین قادری فرماتے ہیں:

"میں نے علمائے کرام اور مشائخ عظام کی جہاں تک زیارت کی اور معزز زین دنیا داروں کو دیکھا، اکثر ایسا ہی پایا، کہ ان کی تعریف کیجیے تو بہت خوش، اور جہاں کسی بات پر اعتراض کیا اس درجہ خفا ہوئے کہ اس کی صورت بھی دیکھنی نہیں چاہتے۔ ان میں سب سے اول نمبر جسے مستثنیٰ دیکھا، وہ ذاتِ گرامی صفات اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت کی تھی اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کے سب کام محض اللہ کے لیے تھے، نہ کسی کی تعریف سے مطلب نہ کسی ملامت کا خوف تھا۔ حدیث شریف": من احب للّٰہ وابغض للّٰہ و اعطی للّٰہ و منع للّٰہ فقد استکمل الایمان "کے مصداق تھے۔ آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لیے، مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لیے، کسی کو کچھ دیتے تو اللہ ہی کے لیے اور کسی کو منع کرتے تو اللہ ہی کے لیے۔ جیسا کہ خود ایک رباعی میں فرماتے ہیں:

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد در وے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

(حیات اعلیٰ حضرت، ص،140)

سادات و مشائخ کا احترام: اسی طرح اعلیٰ حضرت سادات کرام کا بے پناہ ادب و احترام کرتے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ:

"میں جب بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ حسب دستور ایک بار ہاتھ دھلاتے وقت

فرمایا: حضرت شہزادہ صاحب انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجیے، میں نے اتار کر دے دیے اور وہاں سے ممبئی چلا گیا۔ ممبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا ابا بریلی کے مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے، یہ دونوں طلائی تھے اور نامہ میں مذکور تھا، شہزادی یہ دونوں طلائی اشیا آپ کی ہیں۔

(حیات اعلیٰ حضرت)

یہ تھا اعلیٰ حضرت کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ساتھ ساتھ اکابر و مشائخ کی تعظیم و تکریم کا منفرد انداز۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت جس طرح **اشداء علی الکفار** کے مصداق تھے اسی طرح **رحماء بینھم** کی بھی زندہ تصویر تھے۔ علمائے اہل سنت کی عزت و قدر ایسی کرتے کہ باید وشاید خصوصاً حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے۔ اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا اور بعض اختلافی مسائل میں گفتگو ہو کر پھر اتفاق بھی ہو جاتا تھا۔

مشائخ کے تعلق سے اعلیٰ حضرت انتہائی محتاط تھے، اگر کسی مسئلہ میں ان کی تحقیق ہوتی لیکن ان کے مشائخ کا رجحان اس کے خلاف ہوتا تو سر تسلیم خم کر دیتے۔ حضرت مولانا سید شاہ اسماعیل حسن میاں مارہروی کا بیان ہے کہ ایک بار ان دونوں حضرات میں "مسئلہ عینیت وغیریت صفات باری تعالیٰ" پر بحث ہوئی۔ مولانا عبدالقادر صاحب فرماتے کہ صوفیا کے صفات کو عین ذات ماننے اور فلاسفہ کے عین ذات ماننے میں فرق ہے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اس فرق کے ماننے میں اپنا تامل ظاہر فرماتے تھے۔ آخر یہ ٹھہری کہ سیتاپور چلئے اور وہاں حضور جد امجد سیدنا شاہ اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کی مولفہ کتاب "آئین احمدی" کی جلد عقائد میرے کتب خانے میں ہے اور دیگر کتب صوفیا بھی موجود ہیں، ان میں فرق دیکھ لیجیے۔ دونوں حضرات تشریف لائے اور آئین احمدی کی جلد عقائد سے کتاب زبدۃ العقائد مولفہ حضرت سید احمد کالپوی قدس سرہ جو ہمارے پیران سلسلہ سے ہیں، مولانا عبدالقادر صاحب نے نکال کر دکھائی۔ اسے دیکھ کر حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا:

"میں بغیر دلیل تسلیم کیے لیتا ہوں کہ صوفیہ کے قول عینیت اور فلاسفہ کے قول عینیت میں فرق ہے، اس لیے میرے مرشدانِ عظام فرماتے ہیں ہم صفات کو عین ذات مانتے ہیں وہ اس طرح نہیں، جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں۔ اگر چہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں اب تک نہیں آیا ہے۔ لیکن چوں کہ میرے مرشدانِ عظام یہ فرماتے ہیں اس لیے اپنے مرشدانِ عظام کے ارشاد پر سر تسلیم خم کیے دیتا ہوں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص، 111)

احباب اہل سنت سے وفور محبت: اپنے احباب و معتقدین سے بھی بے پناہ محبت کرتے تھے، مولانا محمود جان صاحب نے سیٹھ سلیمان صاحب کو آپ کے پاس بھیجا اور تعویذ دینے کی سفارش کی۔ آپ نے جناب سلیمان صاحب کے ساتھ جو حسنِ سلوک کیا وہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ امام احمد رضا مولانا محمود جان صاحب کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

"سیٹھ سلیمان عثمان تشریف لائے، مگر ایسے وقت میں کہ میں بہت علیل ہوں، ان کی خاطر کچھ نہ کرسکا، ساڑھے چار مہینے کے قریب ہوئے کہ آنکھ دکھنے آئی تھی، جب سے آج تک لکھنے پڑھنے کے قابل نہیں، مسائل سنتا، جواب

لکھوادیتا ہوں۔ بارہویں کی شام سے علالت شدیدہ لاحق ہوئی کہ ایسی کبھی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ میں نے وصیت نامہ لکھوادیا۔ اس کے بعد مولا تعالیٰ نے اس بلائے شدید سے نجات بخشی مگر بقیہ مرض اب تک ہے اور ضعف اس قدر شدید ہے کہ مسجد تک جانے میں تمام بدن میں درد ہونے لگتا ہے، دعا کا حاجت مند ہوں اور آپ کے اور آپ کے گھر کے لیے دعا کرتا ہوں۔

بھائی سلیمان صاحب نے مجھ سے تعویذ مانگا تھا، میں آج کل لکھ نہیں سکتا، لہٰذا سب سے بہتر ان کی خاطر یہی میری سمجھ میں آئی کہ خاص اپنے لیے جو عظیم تعویذ 786 خانے کا تیار کیا تھا، ان کی نذر کردوں۔ زندگی اگر باقی ہے تو اپنے لیے اور تیار کرلیا جائے گا۔ اس تعویذ کے منافع، وسعت رزق و بلندی مرتبہ و استقامت دین حق و رحمت الٰہی ہیں۔ ایک دن کامل کی محنت میں لکھا جاتا ہے۔ میں نے بھائی سلیمان صاحب کو وہ چیز دی جو عمر بھر میں صرف اپنے لیے تیار کی تھی، اور کسی کو نہ دی تھی۔ آپ کے فرمانے کی اسی قدر تعمیل کرسکا۔ (مکتوبات امام احمد رضا بریلوی، ص،26)

آپ عام مسلمانوں کی بھی بہت عزت فرماتے اور مسلمانوں کو اس کی ترغیب بھی دیتے کہ کوئی مسلمان پیٹھ پیچھے بھی کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے، بلکہ ایک دوسرے کی عزت نفس کا احترام کریں اور باہم اخوت و محبت کا مظاہرہ کریں۔ امام احمد رضا مسلمانوں کی تعظیم و توقیر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"بلا وجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ و عرضہ و مالہ آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے، مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے، خون، آبرو، مال۔ رواہ مسلم عن ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''سباب المسلم فسوق ''مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ رواہ البخاری و مسلم و الترمذی والنسائی و ابن ماجہ والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ''سباب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ'' مسلمان کو گالی دینے والا اس کے مانند ہے جو عن قریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔ رواہ الامام احمد و البزاز عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند جید اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم": من آذیٰ مسلماً فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللّٰہ" جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ (فتاویٰ رضویہ، ج9، ص،140)

امام احمد رضا کی نظر میں امیر و غریب کا امتیاز نہیں تھا وہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے اور غریبوں کو بھی عزت کی نظر سے دیکھتے۔ سید ایوب علی کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت بھی کبھی کبھی ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ان کے یہاں تشریف فرما تھے، کہ ان کے محلّہ کا ایک بے چارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی

پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی، جھجھکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑے تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے چلا گیا۔ حضور کو اس صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں۔

کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کے یہاں آئے، حضور نے اپنی چار پائی پر جگہ دی۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لیے آئے، وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں، حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش، کیوں کھڑے ہو، مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرما دیا، وہ بیٹھ گئے، پھر تو ان صاحب کے غصے کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے، اور فوراً اٹھ کر چلے گئے، پھر کبھی نہ آئے۔ خلافِ معمول جب ایک عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا۔ اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں، پھر خود ہی فرمایا، میں بھی ایسے مغرور و متکبر شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، اول، ص، 40)

یہ تھا امام احمد رضا کا اخلاق اور بلند کردار کہ آپ معمولی سے معمولی شخص کو بھی اپنے قریب بٹھانے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے، بلکہ غریبوں کی وجہ سے امیروں سے تعلق خاطر ختم ہونے کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔

غریبوں پر شفقت: امام احمد رضا قدس سرہ عام علما کی طرح صرف امیروں ہی کے یہاں نہیں جاتے تھے، بلکہ غریبوں کے یہاں جانے میں بھی خوشی محسوس کرتے تھے۔ حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے غریبوں پر شفقت کے حوالے سے ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔ ایک روز ایک صاحب زادے امام احمد رضا کی بارگاہ میں آئے اور بڑی بے تکلفی سے کہنے لگے میری بوا ''اماں'' نے آپ کی دعوت کی ہے، کل بلایا ہے۔ امام احمد رضا نے ان کی بے تکلفی پر مزاحاً فرمایا، دعوت میں کیا کھلاؤ گے۔ صاحب زادے نے دامن پھیلا کر دکھایا، اس میں ماش کی دال اور کچھ مرچیں تھیں، اور کہا دیکھیے نا، یہ لایا ہوں۔ امام احمد رضا نے ان کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور فرمایا کہ میں اور یہ حاجی کفایت اللہ صاحب آئیں گے۔ حاجی صاحب کو حکم دیا کہ ان کے مکان کا پتہ دریافت کر لیجیے۔ دوسرے دن وقت پر امام احمد رضا اندر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا، چلیے، جس وقت ان کے مکان پر پہنچے تو صاحب زادے انتظار کر رہے تھے۔

امام احمد رضا کو دیکھتے ہی اندر بھاگے اور کہا، ارے مولوی صاحب آ گئے۔ ان کے دروازے پر ایک چھپر پڑا تھا، جس کے سائے میں امام احمد رضا اور حاجی صاحب کچھ دیر کھڑے رہے، اندر سے ایک بوسیدہ چٹائی آئی، اس کے بعد باجرہ کی گرم گرم روٹیاں آئیں، مٹی کی رکابی میں ماش کی دال آئی، جس میں مرچوں کے ٹکڑے ٹوٹے ہوئے پڑے تھے، یہ رکھ کر صاحب زادے نے کھانے کو کہا۔ آپ نے فرمایا، ہاتھ دھونے کے لیے پہلے پانی تو لائیے۔ پانی لانے کے لیے مکان میں گئے، تو حاجی صاحب نے عرض کیا، یہ مکان تو نقارچی کا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کبیدہ خاطر ہو کر فرمایا، ابھی سے کیوں کہہ دیا، کھانے کے بعد کہتے۔ اتنے میں صاحب زادے پانی لے کر آئے۔ آپ نے ان سے پہلا سوال یہی کیا، آپ کے والد کہاں ہیں، اور کیا کرتے ہیں؟ پردے کی آڑ میں ان کی ماں نے عرض کیا، میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، وہ پہلے نوبت بجاتے تھے، اس کے بعد انھوں نے توبہ کر لی اور اب تو کمانے والا صرف یہ لڑکا

ہے جوراجوں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے۔

امام احمد رضا نے خدا کا شکر ادا کیا اور ان لوگوں کے لیے دعاے خیر و برکت کی۔ حاجی صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ امام احمد رضا کے کھانے میں گھر پر تو یہ احتیاط برتی جاتی ہے کہ بجاے چپاتی کے سوجی کا بسکٹ گوشت بزیا چوزے کے ساتھ تناول فرماتے ہیں یا بعض وہ میٹھی اور ٹھنڈی چیزیں جوان کو مضر نہ ہوں۔ واضح رہے کہ یہ اہتمام ان کی علالت اور کم زوری کی وجہ سے ہوتا تھا۔ اور یہاں باجرہ کی روٹی اور ماش کی دال تناول فرمارہے ہیں۔ یہ امام احمد رضا کی غریب پروری اور اخلاقی بلندی تھی کہ پیٹ بھر کر خوشی خوشی کھانا کھایا اور زبان پر حرف شکایت نہ آیا۔

حکیم جمیل اللہ خاں مرحوم کی دودھ پلائی عنایتی بیگم عرف انتا بوا جب دودھ پلانے پر مقرر ہوئیں تو بیوہ ہو چکی تھیں۔ نہایت متین، سنجیدہ اور خدا ترس بیوہ تھیں۔ امام احمد رضا جمیل اللہ خاں کے چچا ہوتے تھے اور بیوی صاحبہ کے رشتے سے یہ گھر حقیقی خالہ کا گھر تھا۔ انتا بوا جمیل خاں کو اعلیٰ حضرت کے یہاں زیادہ لاتی تھیں۔ یہاں کی باتوں میں ان کا خوب دل لگتا تھا۔ جب وہ ترک ملازمت کر کے اپنے گھر رہنے لگیں تو چکی پیس کر گزارہ کرتیں اور اسی پیسائی سے جو کچھ پس انداز کرتیں اس سے سالانہ میلاد شریف کر دیا کرتیں۔ پہلے سال انہوں نے امام احمد رضا سے میلاد شریف کے انعقاد کا ارادہ ظاہر کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ کو شرکت کرنا ہوگی، اور پڑھنے والے بھی آپ ہی تجویز فرمائیں گے۔ اعلیٰ حضرت نے خندہ پیشانی سے وعدہ فرمایا اور مولوی جمیل الرحمٰن کو حکم دے دیا کہ عنایتی بیگم کے یہاں سالانہ میلاد شریف آپ پڑھیں گے۔

امام احمد رضا باوجود کہ مسجد تک عصا کے سہارے سے آتے تھے اور جہاں جاتے سواری سے جاتے، میلاد شریف میں پیدل ہی گئے اور کئی سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ امام احمد رضا کے ساتھ میلاد خواں اور دیگر حضرات پا پیادہ گئے اور پا پیادہ آئے۔ (ملخصا از سیرت اعلیٰ حضرت، ص ۹۴،95)

امام احمد رضا بلا شبہہ غریب پرور اور مسلم نواز تھے۔ نیک سیرت مسلمانوں سے آپ ٹوٹ کر محبت کرتے تھے۔ آپ غریبوں سے مصافحہ اور معانقہ کرنے میں بھی اجتناب نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنی تحریروں سے مسلمانوں میں مصافحہ اور معانقہ پر بھی بہت زور دیا۔ آپ مصافحہ اور معانقہ کو افزونی محبت کا ذریعہ فرماتے تھے۔ اس میں امیر وغریب اور جاہل و عالم کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ وہ بھی ایسے ماحول میں کہ بعض بدعقیدہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کو بدعت کہتے تھے اور معانقہ کو حرام تک کہتے تھے، امام احمد رضا معانقہ کے حوالے سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

" کپڑوں کے اوپر سے معانقہ جہاں خوف فتنہ شہوت نہ ہو بلا ریب مشروع ہے، اس کے جواز پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع اور سفر و غیر سفر میں بہ شرائط مذکورہ مطلقاً جائز، تخصیص سفر کی حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، نا کہ استغفر اللہ مطلقاً حرام ہو۔ ابوجعفر عقیلی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کا مسئلہ دریافت کیا، ارشاد فرمایا: تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی ہے ان کی، اور بے شک پہلے جس نے معانقہ کیا اللہ کے خلیل ابراہیم ہیں علیہ الصلاۃ والسلام۔ اس حدیث میں صریح تائید ہے، عمرو کے قول کی کہ معانقہ ایک دلیل قوی ہے افزونی محبت پر۔

(فتاویٰ رضویہ، ج9 ص،10)

جود و سخا کی چند مثالیں :امام احمد رضا قدس سرہٗ دریادل اور غریب پرور تھے۔ آپ کے دروازے سے کبھی کوئی سائل واپس نہیں گیا۔ آپ احباب و متعلقین پر بھی خوب خرچ کرتے تھے۔ احباب کی ضیافتیں کرتے، اقربا کی صلہ رحمی کرتے اور فقرا پر حیرت انگیز طور پر صدقہ کرتے۔ آپ کی زندگی سے عملی مثالیں پیش کرنے سے پہلے اس سلسلے میں ان کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

شیرینی یا کھانا فقرا کو کھلائیں تو صدقہ ہے اور اقارب کو تو صلہ رحم اور احباب کو تو ضیافت اور یہ تینوں باتیں موجب نزولِ رحمت و دافع بلا و مصیبت ہیں۔ ابو یعلیٰ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ان الصدقة و صلة الرحم يزيد الله بهما في العمر و ميتة السوء و يدفع بهما المكروه و المحذور** "بے شک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع فرماتا ہے اور مکروہ و اندیشہ کو دور کرتا ہے۔ ابوالشیخ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''**الضيف يأتي برزقه و يرتحل بذنوب القوم و يمحص عنهم ذنوبهم** ''مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والے کے گناہ لے کر جاتا ہے، ان کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج9، ص176)

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے یہ تحریر صرف دوسروں کے لیے نہیں لکھی تھی بلکہ ان کی زندگی اس کی عملی پیکر تھی۔ ان کا دسترخوان اعزہ و احباب اور فقرا کے لیے ہمیشہ وسیع رہتا تھا۔ علما، مشائخ اور احباب و تلامذہ کی آمد و رفت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ فقرا و مساکین کبھی ان کے دروازے سے خالی ہاتھ واپس نہیں جاتے۔ آپ اپنے خلفا اور تلامذہ کو بھی خوب نوازتے تھے اس سلسلے میں ہم سر دست صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی حرمین شریفین کی واپسی پر امام احمد رضا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت خوش آوازی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جامِ عرفاں اے شہِ احمد رضا تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا، مدار اہلِ طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب اولیا تم ہو

یہ طویل منقبت ہے جسے حیات اعلیٰ حضرت میں نقل کیا گیا ہے۔ جب پوری منقبت حضرت علامہ میرٹھی صاحب پڑھ چکے تو امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا:

"مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں، اگر اس عمامہ کو پیش کروں تو آپ اس دیار پاک سے تشریف لا رہے ہیں، یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں، البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جبہ ہے وہ حاضر کیے دیتا ہوں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص120: مطبوعہ لاہور)

چناں چہ آپ نے کاشانہ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جبہ مبارک لا کر عطا فرما دیا۔ علامہ میرٹھی صاحب نے سروقد کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا، آنکھوں سے لگایا، لبوں سے چوما، سر پر رکھا، پھر سینے سے دیر تک لگائے رہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس سے کوئی سائل خالی نہ پھرتا، اس کے علاوہ بیوگان کی امداد، ضرورت مندوں کی حاجت روائی اور ناداروں کے توکلا علی اللہ مہینے مقرر تھے اور یہ اعانت فقط مقامی نہ تھی بلکہ

بیرون جات میں بہ ذریعہ منی آرڈر رقومِ امداد روانہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم حیاتِ اعلیٰ حضرت کے حوالے سے چند مثال سپردِ قلم کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ میں پچاس روپے روانہ کرنے تھے، اتفاق کہ آپ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت نے بارگاہِ رسالت میں رجوع کیا، سرکار میں نے کچھ بندگان خدا کے مہینے حضور کے بھروسے اپنے ذمہ میں مقرر کر لیے ہیں۔ اگر منی آرڈر پچاس روپے کا روانہ ہوجائے گا تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا، ورنہ تاخیر ہوجائے گی۔ اعلیٰ حضرت کی یہ رات اسی کرب و بے چینی میں گزری۔ علی الصباح ایک سیٹھ صاحب حاضر ہوئے اور مبلغ اکیاون روپے مولوی حسنین رضا صاحب کے ذریعہ مکان میں بہ طور نذر حاضرِ خدمت کئے یہ دیکھ کر اعلیٰ حضرت پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا، یہ یقیناً سرکار کا عطیہ ہے۔ اسی وقت منی آرڈر کا فارم بھرا گیا اور منی آرڈر روانہ کیا گیا۔

ایک مرتبہ ایک ضرورت مند حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے ہیں اور وہ بھی بعض خطوط کے جوابات کے لیے رکھے تھے۔ اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دیے جائیں۔ حالانکہ آج کی ڈاک سے ایک منی آرڈر ڈھائی سو روپے کا آیا تھا، وہ سب تقسیم کردیے گئے، پہلے آپ آجاتے تو آپ کو بھی دے دیے جاتے۔ موصوف نے آب دیدہ ہو کر نظر نیچی کر لی۔ آپ نے وہ ساڑھے تین آنے ان کے حوالے کردیئے۔

جناب ذکاء اللہ صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا، بعد نماز مغرب اعلیٰ حضرت حسبِ معمول پیا تک تھی سب لوگوں کو رخصت کر رہے تھے، خادم کو دیکھ کر فرمایا۔ آپ کے پاس رضائی نہیں ہے؟ خادم خاموش ہو گیا۔ اس وقت جو رضائی اعلیٰ حضرت اوڑھے ہوئے تھے، خادم کو اتار کر دے دی اور فرمایا، اوڑھ لیجیے۔ خادم نے بہ صد ادب قدم بوسی کی اور رضائی اوڑھ لی۔

انہیں کا بیان ہے کہ دو تین دن کے بعد حضرت کی نئی رضائی تیار ہو کر آ گئی۔ نئی رضائی اوڑھے چند ہی دن گزرے تھے کہ مسجد میں ایک مسافر رات کے وقت آیا اور اعلیٰ حضرت سے عرض کیا، میرے پاس اوڑھنے کو کچھ نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے وہی رضائی اس مسافر کو عطا فرمادی۔

جناب سید ایوب علی کا بیان ہے کہ موسمِ سرما میں ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کے برادرِ خورد مولانا محمد رضا صاحب نے اعلیٰ حضرت کے لیے خاص طور پر ایک فرد تیار کرا کر پیش کی۔ اعلیٰ حضرت کی عادتِ کریمہ تھی کہ ہر سال فردیں تیار کرا کے غربا میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اس سال کی سب فردیں تقسیم ہو چکی تھیں، ایک صاحب نے درخواست کی، اعلیٰ حضرت نے اپنی وہ خاص فرد اتار کر ان کو دے دی۔

امام احمد رضا کے جود وسخا اور غربا پروری کے حوالے سے ہم نے چند مثالیں سپردِ قلم کی ہیں۔ اگر اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے تو دفتر درکار ہوگا۔ بلا شبہہ امام احمد رضا اخلاق و تواضع کے پیکرِ جمیل تھے، ان کے دل میں حقوقِ انسانی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ وہ انتہائی نرم خو، خوش مزاج اور جود وسخا کے بحرِ بے کراں تھے۔ امام احمد رضا کی مقدس زندگی کا یہ رخ پردہ خفا میں ہے۔ اہل قلم کو چاہیے کہ وہ اس طرف بھی توجہ کریں اور بساطِ علم ودانش تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ امام احمد رضا خلقِ جمیل کے مہر درخشاں تھے۔

☆☆☆

ملک العلماء باغ رضا کے گل رعناء

از: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری ممبئی

ہر روز چمن میں نہ جانے کتنے پھول کھلتے اور مرجھا جاتے ہیں۔ اس لئے صرف پھول کا کھلنا کوئی کمال نہیں ،کمال یہ ہے کہ کھلے تو کھلتا ہی چلا جائے خوشبو پھیلے تو پھیلتی چلی جائے پھول مرجھائے مگر رونق افروزی نہ جائے، بلکہ عدم کے پردے میں چھپ کر بھی اپنے وجود کی نغمگی چھوڑ جائے۔ یہ وہ پھول ہوتا ہے جو چمن کی زینت ہوتا ہے، جان بہار ہوتا ہے، اس پر خود چمن ناز کرتا ہے۔ آپ نے اپنے حیات کے سفر میں مختلف باغ باغیچے کی سیر کی ہوگی، رنگا رنگ پھول دیکھا ہوگا، کتنے پھولوں سے آپ سرسری گزر گئے ہوں گے اور کتنے پھولوں نے آپ کے دامن دل کو چھیڑا ہوگا، کشش وزیبائش آپ کے پاؤں کی زنجیر بنی ہوگی اور نہ چاہتے ہوئے بھی آپ تھوڑی دیر کے لئے رک گئے ہوں گے، گلوں کا حسن آپ کے وجود کو گدگدایا ہوگا۔ یہ حسن یہ زیبائش، یہ رنگت یہ کشش اچانک وجود کا لباس پہن کر وجود پزیر ہوگئی ہے، ایک مدت کے بعد اس کے چہرے پر ملاحت کے آثار نظر آتے ہیں، اسے دھوپ کی تمازت سے گزرنا پڑا ہے اسے منہ زور ہوا کے سامنے جھکنا پڑا ہے اسے طوفان ابروباراں کے تھپڑ برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اسے یخ بستہ فضاؤں کی سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں، وہ آزاد نہیں ہے احسانات کے حصار میں ہے۔ اس پر سورج کی روشنی کا بھی احسان ہے چاند کی چاندنی کا بھی اس پر پانی کی بوندوں اور شبنم کے قطروں کا بھی احسان ہے اور باغبان کی باغبانی کا بھی، پھولوں کی پنکھڑی پنکھڑی کتنے محسنوں کے احسان کی نیازمند ہے۔ کاش پنکھڑی کو زبان ہوتی تو وہ اپنی زبانی اپنی کہانی سناتی۔ تاہم باغ لگانے سجانے والے کی یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ اس میں ہر جگہ کے پھول لگائے جائیں اور ہر طرح کے پھول سجائے جائیں تاکہ سیر کرنے والا ایک ہی جگہ ہر نوعیت کی خوشبو سے اپنے آپ کو مست وسرشار کر لے۔ ہر باغباں کی دلی تمنا یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ باغ یونہی ہنستا، مسکراتا رہے، اس کا ہر پھول صدا بہار رہے۔ اس پر خزاں کا گزر نہ ہونے پائے زمانے کی سرد وگرم طبائع کا اس پر کچھ اثر نہ پڑے۔

اس سلسلے میں وہ ناظم چمن کی دائمی سجائی کے لئے فکر پر فکر کرتا ہے۔ احتیاطی تدابیر بروئے کار لاتا ہے۔ اپنی وسعت بھر تحفظ کا سامان کرتا ہے اس کے بعد بھی رونق چمن سلامت رہے اس جذبے کے تکمیل میں بل پر بل کھاتا ہے اس لئے کہ جس نے باغ لگایا ہوتا ہے درد اس کے دل میں ہوتا ہے، وہی جانتا ہے کہ پودا لگانے سے پھول کھلنے تک مرحلہ وار اس نے کتنی تکالیف اٹھائی ہیں۔ کن کن دشواریوں سے منزل بہ منزل اسے گذرنا ہے۔ تک بھونرا آیا ہے۔ اور تب جا کر بلبل نے ترانہ سنجی کی ہے۔

آج میں آپ کو باغ رضا کی سیر کرانے جا رہا ہوں، اس لئے پیش کردہ تصوراتی آئینے کو سامنے رکھئے اور اس میں باغ رضا کا دلکش عکس دیکھئے امام احمد رضا نے بھی ایک

باغ لگایا تھا۔ دین کی سربلندی کا باغ۔ اسلام کی سرفرازی کا باغ۔ سنیت کی سرسبزی وشادابی اور ملت کی فلاح و بہبودی کا باغ۔ اس باغ کے نمود و وجود کے لئے انہوں نے انتھک محنت کی تھی۔ دن رات ایک کر دیا تھا شبانہ یومیہ کدو کاوش کی تھی۔ مسلسل محنت شاقہ نے انہیں بار بار مضمحل کیا مگر وہ اپنے دھن میں اتنے پکے اور ارادے میں اتنے سچے تھے کہ انہوں نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر وہی کیا جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ حالات کی کوئی سنگینی ان کے پاؤں کی بیڑی نہ بن سکی۔ زمانے کی کوئی سرد مہری راہ عزم میں سنگ گراں ثابت نہ ہو پائی راستے کا کوئی نشیب یا فراز رکاوٹ نہ بن سکا۔ وہ موانعات سے کھیلتے رہے، مسکراتے رہے مصائب سے لڑتے رہے آگے بڑھتے رہے حوادث سے الجھتے رہے کام کرتے رہے۔ ہوا مخالف ہوتی تو کشتی ہمت اور تیز کر دیتے۔ وہ پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں جانتے تھے، آگے بڑھنا اور بڑھتے ہی رہنا ان کی فطرت تھی وہ اس پر یقین رکھتے تھے کہ یہ وادی بھی ہماری ہے وہ صحرا بھی ہمارا ہے، اس لئے ہمیں سیل رواں کی طرح ہر چٹان سے ٹکرانا اور راستہ بنانا ہے۔

ہمیں ہمارے بزرگوں نے دشواریوں میں اشک برسانا نہیں، دشواریوں سے آنکھ مچولی کھیلنا سکھایا ہے۔ وہ اس اذعان کے پیکر تھے کہ اتنے نشیمن تعمیر کرو کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بیزار ہو جائے۔ وہ باغ رضا کی تشکیل و تعمیر میں ہر این و آں سے گزر جانے کا ولولہ رکھتے تھے۔ وہ زمانے کے نباض تھے، دکھتی رگ پہچانتے تھے۔ ان کی بصیرت حال ہی کا نہیں، مستقبل کا بھی احاطہ کرنے کی قوت سے لیس تھی۔ ان کا ادراک چہرہ دیکھ کر کتاب پڑھ لینے کی صلاحیت سے معمور تھا۔ وہ خوب سمجھتے تھے جو باغ میں لگانے جا رہا ہوں اس کے لئے خون جگر کے چھڑکاؤ کی ضرورت ہے۔ آہ صبحگاہی اور نالۂ یتیم کی نمی بتی کی ضرورت ہے۔ اذیت و مشقت کی دہلیز پر عیش و راحت کو قربان کرنے کی ضرورت ہے۔ حسرت و ارمان کے کنول کو بیقرار انتظار کے دار پر مصلوب کرنے کی ضرورت ہے، وہ خوب جانتے تھے جو راستے ہم نے چنا ہے اس راستے میں پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کی انجمن ہے۔ جہاں حالات دیکھ کر سنگ میں بھی سنگ راہ بن جاتے ہیں، مگر ان کی نظر صرف دین کی سرخروئی۔ ملت کی سرفرازی اور اپنی آخرت کی بھلائی پر تھی۔ اس لئے جان دے کر بھی یہ سودا ہاتھ آجائے تو اسے وہ ارزاں تصور کرتے تھے۔

لہٰذا کشتی تمہیں پر چھوڑی لنگر اٹھا دئے ہیں کا نعرۂ مستانہ لگا کر اپنی پوری بصیرت و بصارت کے ساتھ زمین کی ہمواری، زرخیزی اور آبیاری میں جٹ گئے۔ مومنانہ فراست سے بھرپور ایک نظر یہاں کے ماحول، پس منظر مذہبی تقاضا اور سیاسی وسماجی ضرورت پر ڈالی دل نے کہا یہ زمین دین کی زمین ہے۔ مذہب وملت کی زمین ہے۔ اسلام وسنیت کی زمین ہے، ایسے میں اس وقت حالات و حیات کو جیسے گل و غنچے کی ضرورت ہے ویسا ہی گل و غنچہ اس کے حوالے کیا، اور جس جس طرح کے باغ و بہار کی ضرورت ہے ان تمام طرحوں کی بہار سے زمین کا سینہ گلنار کر دیا جائے بات تب بنے گی، کامیابی تب ملے گی۔

اب انہوں نے اپنے آپ پر، اپنے پھیلے کاموں پر، اپنی منصبی ذمہ داری پر، اور اپنے بعد چمن کی حنا بندی کے خواب پر ایک نظر ڈالی، کاموں کا تنوع اور پھیلاؤ دیکھا۔ پیاسی نظروں، بیکل دلوں، اور تشنہ لبوں کا ہجوم دیکھا حرف شکر یہ زبان پہ مچلا اور فضا میں تحویل ہو گیا، بار الٰہیہ تیرا فضل واحسان ہے کہ تو نے مجھ قطرہ سے سمندر کا کام لیا ہے۔ میں

نے اپنی وسعت بھر بلکہ وسعت سے زیادہ کام کیا ہے۔ دس دس آدمیوں کا کام تنہا انجام دیا ہے۔ عالمی اسلامی قیادت کو سنبھالا ہے، مگر یہ میرا اپنا کوئی کمال نہیں ہے، یہ سب تیرے کرم کی برکتیں ہیں، تیری لامحدود مہربانیوں کے اثرات ہیں ،تو نے مجھے مجدد کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا اس عظیم وجلیل منصب کی توانائی میری پشت پناہی کرتی رہی ۔ قدم قدم دیپ روشن کرتی رہی، روشن روشن اجالا دیتی رہی۔ نفس نفس حوصلہ دیتی رہی۔ گھڑی گھڑی تازہ دم کرتی رہی، میں آگے بڑھتا رہا کامیابی ملتی رہی۔ میں مقصد کے دھن میں لگا رہا اور غیبی قوت میری سربراہی کرتی رہی مگر میرے بعد کیا ہوگا۔ کون ان سنگ لاخ وادیوں سے گذرے گا، کون اتنی اہم ذمہ داریوں سے نبرد آزما ہوگا۔ کون اتنے پھیلے کاموں کو سمیٹے گا۔ کون کلی کلی اور غنچہ غنچہ نظر رکھے گا۔ ایک محاذ نہیں یہاں تو محاذ در محاذ ہیں، کون ان سب محاذوں پر ڈٹے گا اور بے مراد رہے گا۔ اندر سے آواز آئی نہیں نہیں یہ کام اب اکیلا نہیں ہوگا، کام کی وسعت اور نوعیت کے اعتبار سے افراد کا انتخاب ہوگا۔ سیرت کی تعمیر ہوگی، شخصیت کی تشکیل ہوگی۔ پھر انہوں نے اپنے ریاض علم پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ یہ ہر کیاری دیکھتے جا رہے ہیں، مسکراتے جا رہے ہیں، میرے بعد بھی میرا یہ چمن یونہی مسکراتا، لہلہاتا، اور جگمگاتا رہے آخر اس کی صورت کیا ہوگی؟ نکتہ تلاش رہے ہیں، یہ وہ مقام ہے جہاں امام احمد رضا ایک دوررس مفکر، بالغ نظر مدبر، نبض آشنا منتظم، رمز شناس مہتمم، مضبوط قوت ارادی کے مالک، مصنف اور مٹی کے ڈھیلے کو ہیرا، ہیرے کو ہشت پہل تراشنے کا ہنر رکھنے والے جوہری کے روپ میں ابھرتے ہیں، اس وقت کے ہندوستان کا مذہبی، سیاسی، سماجی، سائنسی، قدیم وجدید علمی وفکری ہر گوشہ پیاسہ، اور ہر شوشہ تشنہ تھا، سب کی آسودگی وسیرابی، سب کی شادابی وشادکامی مشکل ضرور تھی مگر امام احمد رضا مشکل کو ممکن بنانے کے فن سے خوب آگاہ تھے، یہ علمی کثیر الجہتی، یہ عملی وسیع السمتی، یہ فکری تنوع وتوسع، یہ ادیان کی شورش وآمیزش یہ آفاق عالم پر نئے نئے فرقوں کی رونمائی، کہاں کہاں، کیا کیا، کیا جائے؟ تھوڑی ہی دیر تصورات کے اس ادھیڑ بن میں رہے ہوں گے کہ ایک جامع منصوبہ ذہن کے دریچہ سے آواز دینے لگا، احمد رضا اس چمن کا رنگ ونور، اس باغ کا راگ وسہاگ، اور اس دبستان کا وقار و اعتبار، سدابہار چاہتے ہو تو اس کے لئے ایک پھول کی نہیں کئی ایک پھول کی ضرورت ہے، جتنا کام تم اکیلے کرتے تھے اب اس کو اگر اکیڈمی کرنے لگے تب بھی ضروری نہیں ہے کہ سب کا استقصاء کر لے، اس لئے اب فرد کی نہیں جماعت کی ضرورت ہے، اب ایک پھول نہیں، چمنستان درکار ہے، احمد رضا درجنوں القابات وخطابات کے حامل تنہا دھن تھے، تمہاری آفاقیت اور جامعیت ہی کچھ اس شان کی تھی مگر اب ہر لقب اور خطاب کی حامل الگ الگ شخصیت چاہیئے۔

اس وقت حجۃ الاسلام کی بھی ضرورت ہے، مفتیٔ اعظم کی بھی، مفسر اعظم کی بھی ضرورت ہے، محدث اعظم کی بھی، صدر الشریعہ کی بھی ضرورت ہے، صدر الافاضل کی بھی، مبلغ اسلام کی بھی ضرورت ہے، برہان ملت کی بھی، علامۃ الدہر کی بھی ضرورت ہے اور استاذ الاساتذہ کی بھی، مدبر کی بھی ضرورت ہے مفکر کی بھی، مصنف کی بھی ضرورت ہے، اور مؤرخ کی بھی ضرورت ہے، خطیب کی بھی ضرورت ہے، ادیب کی بھی، گویا ہر گلشن سے ایک پھول کی ضرورت ہے جب یہ گلہائے رنگا رنگ جمع ہوں گے تو رضا باغ، باگ و بہار بنے گا، اب امام احمد رضا نے اپنی قوت دراکہ، مدرکہ،

منتشرہ و مجتمعہ کو ایک تربیتی نقطہ پر مرکوز کر دیا اور کچھ اس مجددانہ شان سے تربیت شروع فرمائی کہ فیضان نظر، اور مکتب کی کرامت نے مل کر وہ گل کھلائے کہ ڈالی ڈالی، پتہ پتہ کھل کھلا اٹھا، جس میں جس وصف کی خوبی پائی اس کے اسی وصف کو ایسی جلا بخش دی کے ذرہ رشک آفتاب اور قطرہ غیرت ماہتاب بن کر دمکنے لگا، مولانا حامد رضا کو حجۃ الاسلام اور مولانا عبدالعلیم میرٹھی کو مبلغ اسلام بنا دیا، مولانا ابراھیم رضا کو مفسر اعظم، اور مولانا مصطفیٰ رضا کو مفتیٔ اعظم بنا دیا۔ مولانا سید محمد نعیم الدین کو مدبر اعظم، اور مولانا سید محمد ظفر الدین کو محدث اعظم بنا دیا (صحیح البہاری، اس کا تابندہ ثبوت ہے) مولانا امجد علی کو صدر شریعت اور مولانا عبد الباقی کو برہان ملت بنا دیا، وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، میں سمجھتا ہوں اعلیٰ حضرت کا تعارف اب اس نقطہ نظر سے بھی ہونا چاہئے، یعنی وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے علمی، دینی، سائنسی، سماجی پھولوں سے ملت کا دامن بھر دیا، وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے قوم و ملت کو حجۃ الاسلام دیا، وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے مبلغ اسلام دیا، وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے قوم و ملت کو مفسر اعظم دیا، مفتیٔ اعظم دیا، وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے مدبر اعظم دیا، محدث اعظم دیا، وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے صدر شریعت دیا، برہان ملت دیا، وہ اعلیٰ حضرت جو تو نظروں سے اوجھل ہو گئے، مگر جاتے جاتے اپنے بعد ملک و ملت کی باغبانی کا انتظام کر گئے۔ اور واقعی ان کے بعد ان کے خلفاء و تلامذہ نے نہ صرف یہ کہ ان کے لگائے ہوئے باغ کو اجڑنے نہیں دیا بلکہ وہ محنت کی کہ عالمی چمن کو لالہ زار بنا دیا، یہ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ دیکھنے میں تو یہ سب الگ الگ ہیں، ایک ایک پھول ہیں، مگر ہر پھول اپنی خوبیوں میں گلستان یکتا رہے۔

دیکھنے میں تو یہ سب دین و ملت کے ایک ایک سپاہی معلوم ہوتے ہیں، مگر اپنی جولانی طبع، روانی فکر کے اعتبار سے ان میں کا ہر ایک ہزاروں پر تنہا بھاری ہے اس لئے ان کی اولوالعزمی، جد و جہد کی گونا گونی پکارتی ہے کہ یہ سپاہی نہیں سپہ سالار ہیں، حجۃ الاسلام سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، مبلغ اسلام سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، مفسر اعظم سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، مفتیٔ اعظم سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، صدر الافاضل سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، ملک العلماء سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، صدر شریعت سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، برہان ملت سپاہی کا نام نہیں سپہ سالار کا نام ہے، تاہم اس مجمع خوباں میں شہزادگان والا شان کو چھوڑ کر جس شخص کی شخصیت سازی میں امام احمد رضا نے خاصا وقت صرف کیا جس کو خصوصی توجہ کا مرکز بنائے رکھا، جنہیں اپنے تمام علوم وفنون کا وارث بنایا، ہر ہر علم جنہیں سبقاً سبقاً پڑھایا، جنہیں اپنے جان پدر بلکہ از جان بہتر کے معزز لقب سے مفتخر فرمایا وہ صرف ملک العلماء حضرت علامہ سید محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ ہیں، ملک العلماء نے یہ سعادت کسی اور آستانے کی دریوزہ گری، کی اور علمی گلیاری کی خاک روبی سے حاصل نہیں کیا تھا، بلکہ کامیابی کا یہ دروازہ سخت جاں کوشی، جاں سپاری، اور اعلیٰ معیار کارکردگی کی مفتاح سے کھولا تھا، علم نافع اور ثبات علی السنہ تمغہ تو مشفق استاذ کی بارگاہ سے مل ہی گیا تھا، طریقت و تصوف، فقہ وافتاء، تصنیف و تالیف، تحقیق و تنقید، وعظ و تقریر، اصلاح وہدایت، وہ کون سا شعبہ ہے جسے آپ نے اپنی عروس فکر سے نو بہار نہ کیا ہو، آپ کی سو سے زاید کتابیں آپ کی علمی وسعت، فنی عظمت کا اعلامیہ ہیں، آپ کے رشد و ہدایت سے متاثر ہو کر سیکڑوں لوگوں کا

اپنا فکری قبلہ بدل لینا آپ کے سچے ہادی ومرشد ہونے کا اشارہ یہ ہے، آپ کے علمی وعملی بے شمار یادگاروں میں ایک زندہ وپائندہ یادگار جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف ہے جو آپ ہی کی تاباں خواہش، اور درخشاں کوشش سے وجود میں آیا، ملک العلماء امام احمد رضا کی چلتی پھرتی کرامت تھے۔ ان کے علم سے امام احمد رضا کا علم جھلکتا تھا۔ ان کے عمل سے حضرت رضا کے عمل کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ ان کی فکر سے فکر رضا کی خوشبو آتی تھی۔ ان کی جلوت وخلوت حضرت رضا کی جلوت وخلوت کا نمونہ تھی۔

امام الائمہ سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح میں لکھا ہے کہ کسی بزرگ کو خواب میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، عرض کیا حضور! ہم آپ سے ملنا چاہیں تو آپ ہمیں کیا ملیں گے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عند علم ابی حنیفہ" ابو حنیفہ کے علم کے پاس" اس چھوٹے سے ایمانی واقعہ کے تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیدایان امام احمد رضا جب پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اگر انہیں امام احمد رضا سے علمی ملاقات کا شوق مہمیز کریں تو انہیں چاہئے کہ ملک العلماء کے گلشن کتب کی سیر کریں، ملک العلماء کی سطر سطر میں امام احمد رضا کا علمی جلوہ نظر آئیگا، اسلئے کہ ملک العلماء امام احمد رضا کے علم وفکر کا پرتو ہیں۔ نظر میں، آئینہ میں، عکس میں، تجلی میں، ضیاء میں وہ علوم جدیدہ کے لولو ومرجان سے مزین تھے، علوم قدیمہ میں آپکی مہارت وممارست تو جگ ظاہر ہے ہی اس سے صرف نظر کرتے ہوئے علوم جدیدہ کی ایک مضبوط شاخ ہیئت وریاضی کے تعلق سے ایک ہلکی سی جھلک نذر ناظرین ہے، ابوزہرہ رضوی لکھتے ہیں:

"دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی مولانا محمد شفیع دیوبندی (جنہوں نے بعد میں کراچی میں ایک بڑی درسگاہ قائم کی جو دارالعلوم کراچی کے نام سے مشہور ہے) کی کتاب جواہر الفقہ جلد ا طبع کراچی، کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ دیکھ کر میرے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ مفتی شفیع دیوبندی نے امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص ملک العلماء سید ظفر الدین بہاری، صاحب صحیح البہاری، کا ایک مقالہ جسے آپ نے علامہ مشرقی کے باطل نظریات کی تردید میں لکھا تھا، ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ، بابت جنوری، فروری ۱۹۴۰ء کے حوالہ سے من وعن نقل کر کے اپنی کتاب میں شامل کرلیا ہے، اس مقالے میں یہ بات درج ہے کہ علامہ عنایت اللہ المشرقی "جن کو علوم جدید میں مہارت کے صلہ میں یورپ کی بعض یونیورسٹیوں نے اعزازی ڈگریاں بھی دی تھیں" نے اپنے علمی زعم علماء دین سے بغض وحسد، اور انہیں علوم معقولہ سے بے بہرا ثابت کرنے کے لئے ایک فتنہ کھڑا کردیا، کہ ہندوستان کے بعض شہروں کی مساجد کے قبلے غلط ہیں، اور اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے علم ہیئت وریاضی کا سہارا لیکر عوام وخواص کو مرعوب کرنا چاہا، اور اس سلسلے میں کئی رسائل یکے بعد دیگرے لکھ ڈالے ظاہر ہے یہ ایک بڑا فتنہ تھا، اور دین کا بڑا نازک مرحلہ، علماء نے المشرقی کے خلاف رسالے لکھے اور ان کو ساکت کرنے کی کوشش کی، لیکن المشرقی کا زور تھا جو بڑھتا جارہا تھا، تب امام احمد رضا محدث بریلوی کے شاگرد رشید ملک العلماء سید ظفر الدین بہاری، میدان میں آئے، اور المشرقی کے علم کا بھانڈا پھوڑنے، ان کے پھیلاتے ہوئے فتنے کے ازالے کے لئے قلم اٹھایا اور ایسا مدلل، تحقیقی اور جامع جواب لکھا کہ المشرقی کی ساری ہیئت و ریاضی دھری کی دھری رہ گئی ملک العلماء علامہ بہاری کے

میدان میں آنے کے بعد المشرقی کو اس مسئلے پر دوبارہ قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی، اس دور میں بڑے بڑے علماء و فضلاء موجود تھے علوم ریاضی و ہیئت درسگاہوں میں پڑھائے بھی جانے لگے تھے، لیکن جو علمی رسوخ، اور کمال مہارت امام احمد رضا کے یہاں پایا جاتا تھا، اس کی علمی و فنی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی، یہ علوم ہیئت و ریاضی میں عبقریت ہی کا فیض تھا کہ المشرقی کا جواب تو بہتوں نے دیا مگر وہ جواب نہ ہوسکا لیکن جس کے علمی جلال نے المشرقی کے قلم کی روشنائی خشک کردی وہ محدث بریلوی ہی کا شاگرد ملک العلماء علامہ بہاری تھا، اور یہ بھی المشرقی کی خوش قسمتی رہی کہ اس وقت محدث بریلوی رحلت فرما چکے تھے ورنہ جس کے شاگرد نے ایسی درگت بنائی تھی، اگر خود وہ استاذ سامنے ہوتا تو ان کی کیا حالت ہوتی، شاید المشرقی کو نہ مشرق میں پناہ ملتی نہ مغرب میں، وہ جو امام احمد رضا نے ملک العلماء کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعاء مانگی تھی۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے
اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

اس دعاء کا اثر زندگی کے ہر کٹھن موڑ پر ملک العلماء کی بلائیں لیتا رہا۔ وہ جہاں بھی گئے مظفر و منصور ہی رہے، جس محاذ پر ڈٹ گئے فتح و ظفر نے قدم چوم لئے۔ ملک العلماء جہان حیرت ہیں، بحر معارف ہیں، کنز محاسن ہیں، ان کی خوبیاں گناتے رہئے آب زمزم کی طرح سوتا پھوٹتا رہتا ہے نئی خوبیاں سامنے آتی رہتی ہیں، جتنی بھی بیان ہوچکیں وہ قطرہ لگتی ہیں، اور جو باقی رہ گئی وہ سمندر، جب جب انہیں موضوع بنائے تب تب یہی احساس ہوتا ہے، بس چند جملوں میں یہ سمجھ لیجئے کہ وہ ملک العلماء جو اعلیٰ حضرت کے علوم کے وارث، خواب کی تعبیر، ان کی زندہ کرامت تھے، وہ ملک العلماء جو اسلاف کرام کے تابندہ یادگار تھے جنہوں نے نقوش رفتگاں کو اپنے گلے کا ہار کیا بنایا کہ یہ ہار جیت کا تمغہ بن گیا، وہ ملک العلماء۔ جو ضلالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایسی قندیل شعور تھے کہ جن کے نام سے ادراک کا چراغ جلتا تھا۔ وہ ملک العلماء۔ جو کشف زلہر پندیر فضل و آگا ہی موسلا دھار بارش بن کر ساٹھ سال تک برستے رہے، اتنا برسے کہ زمین ہند جل تھل ہوگئی۔ وہ ملک العلماء۔ جنہوں نے فکر و اعتقاد کی وادیوں میں مسائل ودلائل کے شمعوں سے چراغاں کر دیا۔ وہ ملک العلماء۔ جنہوں نے ملک احناف کے متدل حدیثوں پر مشتمل چھ جلدوں میں صحیح البہاری لکھ کر کتب احادیث میں بیش بہا اضافہ کیا تو ہم حنفیوں کا سر فخر سے اونچا کردیا۔

وہ ملک العلماء۔ جنہوں نے چار جلدوں میں حیات اعلیٰ حضرت لکھ کر اعلیٰ حضرت کی حیات و خدمات کا جزء وکل ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیا، اور جو لکھ دیا وہ سند بن گیا، وہ ملک العلماء۔ جنہوں نے اس بلند آہنگی سے صدائے حق و صداقت بلند کیا کہ دشت و جبل گونج اٹھے، اور اس مدھرے میں پیار کی بانسری بجائی کہ شجر و حجر جھومنے لگے۔ وہ ملک العلماء۔ جو جن محفل میں چلے گئے، میر محفل ہی رہے، جہاں بیٹھ گئے فکر و آگہی کی برسات ہوگئی۔

ملک العلماء کے گلشن وحیات کے خدمات سے پھیلنے والی خوشبو، کام اور کارناموں کی ضیاء گستری، تصانیف کی لمبی قطار، دیکھ کر آج اعلیٰ حضرت کی روح مسکرا رہی ہوگی اور کہہ رہی ہوگی۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

☆☆☆

حضرتِ شاہ وَلی اللّٰہ مُحدّث دہلوی

المرسل: غلام قادر پانکھانیا ازہری، بنگلور، کرناٹک

نام و نسب:

نام، احمد۔ کنیت، ابوالفیاض۔ عرف، ولی اللہ تاریخی نام عظیم الدین اور بشارتی نام، قطب الدین ہے۔ سلسلہ نسب والد کی طرف سے امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم تک اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے، اس لحاظ سے آپ خالص عربی النسل اور نسباً فاروقی ہیں۔ والد ماجد حضرت علامہ شاہ عبدالرحیم فقہاء احناف کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے، فتاویٰ ہندیہ کی ترتیب وتدوین میں بھی آپ کچھ ایام شریک رہے ہیں۔

ولادت وتعلیم:

آپکی ولادت شوال میں بروز چہار شنبہ بوقت طلوع آفتاب آپکی ننہال قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں تعلیمی سفر کا آغاز ہوا اور سات سال کی عمر میں قرآن عظیم حفظ کرلیا۔ دس سال کی عمر میں شرح جامی تک پڑھ لیا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ کی تعلیم سے فارغ ہوگئے، اکثر کتابیں والد ماجد ہی سے پڑھیں۔ چودہ سال کی عمر میں آپکی شادی بھی ہوگئی تھی۔

دستار فضیلت کے بعد والد کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انکی زیر نگرانی اشغال صوفیہ میں مشغول ہوئے۔ آپکی عمر کو سترہ سال ہوئے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

والد کے وصال کے بعد مسند درس وتدریس کو آپ نے زینت بخشی اور مستقل طور پر بارہ سال تک درس دیا۔

اس درمیان آپ نے دیکھا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جس علم کو حجاز سے لیکر آئے تھے اسکے نشانات ابھی کچھ باقی ہیں، اگر جدوجہد کر کے ان بنیادوں پر مضبوط عمارت نہ قائم کی گئی تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ قائم بھی رہ سکیں گے۔ غور وفکر کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ علم حدیث کو وہاں جاکر ہی حاصل کیا جائے جو اسکا معدن ہے اور جہاں سے شیخ محقق نے حاصل کیا تھا۔ لہٰذا زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا وتعظیما کا شوق دامنگیر ہوا اور آپ حجاز روانہ ہوگئے۔

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی لکھتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علم ظاہر اور علم باطن میں کمال حاصل کرنے کے بعد حرمین شریفین تشریف لے گئے، وہاں علم ظاہر علماء اعلام سے خاص کر علامہ ابو طاہر جمال الدین محمد بن برھان الدین ابراہیم مدنی کردی کورانی شافعی سے درجۂ کمال وتکمیل کو پہنچایا اور باطن کا تصفیہ، تزکیہ، صیقل اور جلاء بیت اللہ المبارک، آثار متبرکہ، مشاہد مقدسہ اور روضۂ مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی خاک روبی اور ان امکنۂ مقدسہ میں جبہ سائی سے کیا۔

اس سلسلہ میں آپکی مبارک تالیف فیوض الحرمین اور المشاھد المبارکۃ شایان مطالعہ ہیں۔ موخر الذکر رسالہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے۔

حجاز مقدس میں چودہ ماہ قیام کے بعد واپس دہلی

تشریف لائے، واپسی پر تمام اہل شہر، علماء وفضلاء اور صوفیاء کرام نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ چند ایام کے بعد آپ نے مدرسہ رحیمیہ کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا۔ طلبہ جوق در جوق اطراف ہند سے آتے اور مستفید ہوتے تھے۔

تصانیف:

آپکی تصانیف دوسو تک بیان کی جاتی ہیں، آپ نے خاص طور پر مؤطا امام مالک کی دو شرحیں لکھیں جس طرح شیخ محقق نے مشکوۃ کی لکھی تھیں۔

مصفی شرح مؤطا: یہ فارسی زبان میں بسیط شرح ہے جو آپکی جودت طبع اور فن حدیث میں کمال مہارت کا آئینہ ہے۔

مسوی شرح مؤطا: یہ عربی زبان میں آپ کے اختیار کردہ طریقۂ درس کا نمونہ ہے۔

آپ کا قیام بڑھانہ ضلع مظفر نگر میں تھا کہ علیل ہوئے علاج کیلئے دہلی لایا گیا لیکن وقت آخر آپہنچا تھا۔ ساری تدابیر بے سود رہیں اور آپ کا وصال ہو گیا۔ والدصاحب کے پہلو میں مہندیاں قبرستان میں آپکی تدفین عمل میں آئی۔

اولاد:

آپ کی اولاد امجاد میں پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔

پہلی اہلیہ سے شیخ محمد اور صاحبزادی۔ دوسری اہلیہ سے شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی۔ ان میں شاہ عبدالعزیز سب سے بڑے تھے۔ والد کے وصال کے بعد تینوں کی تعلیم وتربیت آپ ہی نے کی، یہ سب نامور فضلائے عصر تھے۔

شاہ صاحب کا مسلک: آپ اپنی وسعت علم، دقت نظر، قوت استدلال، ملکہ استنباط، سلامت فہم، صفائی قلب، اتباع سنت، جمع بین العلم والعمل وغیرہ کمالات ظاہری وباطنی کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے اپنے لئے تقلید کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے اس کے باوجود فرماتے ہیں:

استفدت منه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثلثة امور خلاف ماكان عندى وماكانت طبعى تميل اليه اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين الحق تعالىٰ على احدها الوصاة بترك الالتفات الى التسبب وثانيها الوصاة بالتقليد بهذه المذاهب الاربع لا اخرج منها والتوفيق مااستطعت وجبلتي تابى التقليد وتانف منه راسا ولكن شى طلب منى التعبد به بخلاف نفسى وههنا نكتة طويت ذكرها وقد تفطنت بحمدالله هذه الحيلة وهذه الوصاة۔

میں نے اپنے عندیہ اور اپنے شدید میلان طبع کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین امور استفادہ کئے تو یہ استفادہ میرے لئے برہان حق بن گیا، ان میں سے ایک تو اس بات کی وصیت تھی کہ میں اسباب کی طرف سے توجہ ترک کردوں اور دوسری وصیت یہ تھی کہ میں ان مذاہب اربعہ کا اپنے آپکو پابند کروں اور ان سے نہ نکلوں اور تا بامکان تطبیق وتوفیق کروں لیکن یہ ایسی چیز تھی جو میری طبیعت کے خلاف مجھ سے بطور تعبد طلب کی گئی تھی اور یہاں پر ایک نکتہ ہے جسے میں نے ذکر نہیں کیا ہے اور الحمدللہ مجھے اس حیلہ اور اس وصیت کا بھید معلوم ہو گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی طبیعت اور جبلت کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کی جانب سے

تقلید کرنے پر مامور کیا گیا اور دائرہ تقلید سے خارج ہونے سے منع کیا گیا لیکن کسی خاص مذہب کو معین نہیں کیا گیا بلکہ مذاہب اربعہ میں دائر ومنحصر رکھا گیا، البتہ مذاہب اربعہ کی تحقیق وتفتیش اور چھان بین کے بعد جب ترجیح کا وقت آیا اوراس کی جستجو کے لئے آپ کی روح مضطرب ہوئی تو دربار رسالت سے اس طور پر رہنمائی کی گئی۔

عرفني رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي ادق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان البخاري واصحابه وذلك ان يوخذ من اقوال الثلثة (اى الامام وصاحبيه) قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين كانوا من علماء الحديث فرب شي سكت عنه الثلثة في الاصول وما يعرضوانفيه ودلت الاحاديث عليه فليس بد من اثباته والكل مذهب حنفي۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ مذہب حنفی میں ایک ایسا عمدہ طریق ہے جو دوسرے طریقوں کی بہ نسبت اس سنت مشہورہ کے زیادہ موافق ہے جس کی تدوین اور تنقیح امام بخاری اوران کے اصحاب کے زمانہ میں ہوئی اور وہ یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، اور محمد میں سے جس کا قول سنت معروفہ سے قریب تر ہو، لے لیا جائے پھر اس کے بعد ان فقہاء حنفیہ کی پیروی کی جائے جو فقیہ ہونے کے ساتھ حدیث کے بھی عالم تھے۔ کیونکہ بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ ائمہ ثلثہ نے اصول میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہا اور نفی بھی نہیں کی لیکن احادیث انہیں بتلا رہی ہیں تو لازمی طور پر اس کو تسلیم کیا جائے اور یہ سب مذہب حنفی ہی ہے۔

اس عبارت سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ حضرت شاہ صاحب کو دربار رسالت سے کس مذہب کی طرف رہنمائی کی گئی نیز سارے مذاہب میں کون اوفق بالسنۃ المعروفۃ ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ مذہب حنفی ہی ہے جیسا کہ فیوض الحرمین کی اس عبارت سے معلوم ہوا تو بلاشبہ حضرت شاہ صاحب کے نزدیک وہی قابل ترجیح اور لائق اتباع ہے۔

تقلید حنفیت کا واضح ثبوت:

خدا بخش لائبریری (پٹنہ) میں بخاری شریف کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے جو شاہ صاحب کے درس میں رہا ہے۔ اس میں آپ کے تلمیذ محمد بن پیر محمد بن شیخ ابوالفتح نے پڑھا ہے، تلمیذ مذکور نے درس بخاری کے ختم کی تاریخ بھی لکھی ہے اور جمنا کے قریب جامع فیروزی میں ختم ہونا لکھا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے اپنی سند امام بخاری تک تحریر فرما کر تلمیذ مذکور کیلئے سند اجازت تحدیث لکھی اور آخر میں اپنے نام کے ساتھ یہ کلمات تحریر فرمائے:

العمري نسباً، الدهلوي وطناً، الاشعري عقيدةً، الصوفي طريقةً الحنفي عملاً والشافعي تدريساً خادم التفسير والحديث والفقه والعربية والكلام۔

اس تحریر کے نیچے شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی نے یہ عبارت لکھی ہے کہ: بیشک یہ تحریر بالا میرے والد محترم کے قلم کی لکھی ہوئی ہے۔ نیز شاہ صاحب کی مہر بھی بطور تصدیق ثبت ہے۔ (احوال المصنفین)

☆☆☆

ماہِ صفر المظفر

المرسل: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) پیلی بھیت شریف

وجہ تسمیہ: اسلامی سال کے دوسرے مہینے کا نام "صفر المظفر" ہے۔ یہ صفر بالکسر سے ماخوذ ہے، جس کا معنی خالی ہے۔ حرمت والے چار مہینوں میں جنگ کرنا اہلِ عرب کے نزدیک حرام تھا، اس لئے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام میں باشندگانِ عرب گھروں میں بیٹھتے یا سفر حج اختیار کرتے، اور جب ماہِ صفر شروع ہوتا تو رُکے ہوئے تنازعات "از سرِ نو جدال وقتال" میں مصروف عمل ہوجاتے، پھر گھروں کو خالی چھوڑتے اور میدانِ جنگ کا رخ کرتے اس لئے اس ماہ کو صفر کہتے ہیں۔

باطل عقائد و رسومات اور ماہ صفر: ماہ صفر المظفر کو جاہل لوگ منحوس سمجھتے ہیں، اس میں شادی کرنے اور لڑکیوں کو رخصت کرنے سے، نیا کاروبار شروع کرنے اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ منحوس گمان کی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ تیرہ تیزی کے عنوان سے سفید چنے (کابلی چنا) کی نیاز بھی دی جاتی ہے۔ نیاز و فاتحہ کرنا مستحب ہے لیکن یہ سمجھنا کہ اگر تیرہ تیزی کی فاتحہ نہ دی اور سفید چنے پکا کر تقسیم نہ کئے تو گھر کے کفیل افراد (خصوصاً کمانے والے) کا روزگار متاثر ہوگا، یہ باطل نظریہ ہے۔ نیاز و فاتحہ ہر طرح کے رزقِ حلال پر دی جاسکتی ہے اور ہر ماہ کی ہر تاریخ کو دی جاسکتی ہے۔ محض ماہِ صفر سے کسی نیاز کو مقید کرنا جہالت ہے۔

ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کو "آخری بدھ" کے عنوان سے لوگ بہت مناتے ہیں، خصوصاً ٹیکسٹائل (کپڑے کا کاروبار) قالین بافی، لوہار، بڑھئی اور بنارسی (کھڈی لوم) کا کام کرنے والے اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں، سیر و تفریح کو جاتے ہیں، نہاتے دھوتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز صحت کا غسل فرمایا تھا۔ اور بیرونِ شہر (یعنی مدینہ طیبہ کے باہر) سیر و تفریح کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل اور بے بنیاد ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان نے تحقیق فرمائی ہے کہ ماہِ صفر کے آخری ہفتہ میں سید العرب والعجما کا مرض شدت کے ساتھ تھا اور فوراً بعد ربیع الاول شریف میں آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری حیات کا عرصہ گزار کر وصال فرما گئے تھے۔ ان تاریخوں میں جو باتیں لوگوں میں مشہور ہیں، وہ خلافِ شرع وحقیقت ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں۔ اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں ان سب خرافات کو مندرجہ ذیل احادیث سے رد کرتی ہیں۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ۔

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۳۱، جامع صغیر جلد دوم صفحہ ۸۸۵)

(ترجمہ) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ متعدی بیماری ہے اور نہ ہامہ اور نہ منزل قمر اور نہ صفر۔

حدیث :عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَ اُحِبُّ الفَالَ الصَّالِحَ

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۳۱)

(ترجمہ) معروف محدث ومعبّر امام محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "بیماری کا لگنا اور بدشگونی کوئی چیز نہیں فالِ بد کچھ نہیں البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔"

حدیث :امام مسلم علیہ الرحمہ فال سے متعلق احادیث نقل کرتے ہیں، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے روایت کیا:

وَیُعْجِبُنِیْ الْفَأْلُ الْکَلِمَۃُ الْحَسَنَۃُ وِ الْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ

(صحیح مسلم مطبوعہ اصح المطابع، جلد دوم، صفحہ ۲۳۱)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "فال" سے متعلق فرمایا، "اور مجھے اچھا شگون (فال) پسند ہے یعنی نیک کلمہ، اچھا کلمہ۔"

کوئی مہینہ منحوس نہیں ہوتا۔

حدیث :عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الشُّوْمُ فِیْ الدَّارِ وَالْمَرْأَۃِ وَالْفَرَسِ

(مسلم جلد دوم صفحہ ۲۳۲)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے، گھر، عورت اور گھوڑے میں۔"

حدیث شریف :عَنْ اِبْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ اِنْ یَّکُنْ مِنَ الشُّوْمِ شَیْءٌ حَقٌّ فَفِی الْفَرَسِ وَالْمَرْأَۃِ وَ الدَّارِ (مسلم جلد دوم صفحہ ۲۳۲)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اگر بدشگونی کسی چیز میں ہو تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوگی۔"

حدیث :عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْ شَیْءٍ فَفِیْ الرَّبْعِ وَالْخَادِمِ وَ الفَرَسِ

(مسلم جلد دوم صفحہ ۲۳۲)

(ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اگر کچھ نحوست ہو تو زمین اور غلام اور گھوڑے میں ہوگی۔"

تشریح احادیث :امام نووی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ ان احادیث میں امام مالک نے کہا کہ کبھی گھر کو اللہ تعالیٰ ہلاکت کا سبب بنا دیتا ہے یا اسی طرح کسی عورت یا گھوڑے یا غلام کو اور مطلب یہ ہے کہ کبھی نحوست ان چیزوں سے ہو جاتی ہے۔ اور امام خطابی و دیگر بہت سے علما نے کہا کہ یہ بطور استثناء کے ہے یعنی شگون لینا منع ہے مگر جب کوئی گھر میں رہنا پسند نہ کرے یا عورت سے صحبت کو مکروہ جانے یا گھوڑے یا خادم کو برا سمجھے تو ان کو نکال ڈالے بیع اور طلاق سے

(شرح صحیح مسلم النووی)

نوٹ : گھوڑے سے مراد "سواری" (کار، بس وغیرہ) ہے اور غلام سے مراد نوکر چاکر ہیں۔

حدیث رسول ﷺ کا مفہوم: حافظ الحدیث حضرت امام محی الدین نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: لَا عَدْوٰی کا مطلب یہ ہے کہ ایک بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جو شخص بیمار کیساتھ بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ کھاتا پیتا ہے تو اس کی بیماری اس کو بھی لگ جاتی ہے۔

وَلَا ھَامَۃَ۔ ہامہ ایک جانور کا نام ہے۔ اہلِ عرب میں یہ باطل نظریہ تھا کہ یہ جانور میت کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا

ہے جواُڑتا ہے۔اس کے ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ مقتول کے سر سے ایک جانور باہر نکلتا ہے۔اس کا نام ہامہ ہے وہ ہمیشہ فریاد کرتا ہے کہ مجھ کو پانی دو یہاں تک کہ اس کا مارنے والا مارا جاتا ہے۔امام نووی نے تفسیر "مالک بن انس" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ (اہلِ عرب)اعتقاد رکھتے تھے کہ مقتول کی روح جانور میں منتقل ہوجاتی ہے۔سرکار نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عقیدہ کو باطل فرمایا۔

نوء کی جمع انواء ہے جس کا معنیٰ قمر کی منزلیں ہیں۔وہ اٹھائیس منزلیں ہیں یعنی وہ راتیں کہ جن میں چاند کے مکمل ہونے کے ارتقائی مراحل اور پھر بتدریج تنزل کے مراحل ۔حتیٰ کہ چاند اٹھائیسویں شب میں مکمل غروب ہوجاتا ہے اہل عرب کا خیال تھا کہ چاند کی بڑھتی اور گھٹتی عمر کی منزلیں بارش آنے کا سبب ہیں،تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا رد فرمایا کہ نزولِ باراں بتقدیرالٰہی ہے۔

وَلَا صَفَرَ۔ یعنی صفر نہیں۔اس میں بہت تاویلات ہیں بعض کے نزدیک "صفر" سے مراد یہی مہینہ ہے جو محرم شریف کے بعد آتا ہے۔امام مالک اور ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ بعض کے نزدیک "صفر" پیٹ میں پایا جانے والا ایک سانپ ہے اور وہ بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور ایذاء دیتا ہے اور ایک آدمی سے دوسرے میں سرایت کرجاتا ہے۔۔۔پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سب باطل اور خرافات ہیں۔ (شرح صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۳۰۔۲۳۱)

ایک اور حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، "بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں" (مسلم شریف)

عرب کی یہ عادت بھی تھی کہ شگون لیتے تھے۔وہ اس طرح کہ جب کسی کام کا قصد کرتے یا کسی جگہ جاتے تو پرندہ یا جانور کو ہنکارتے تو اگر یہ دائیں طرف بھاگتا تو اسے مبارک جانتے اور نیک فال لیتے اور اگر بائیں طرف بھاگتا تو اسے نحس اور ناامید جانتے۔شارع علیہ السلام نے اس عقیدہ کو بھی باطل قرار دیا۔متذکرہ دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ تقدیرالٰہی،اہلِ دنیا کی حرکات وسکنات کی پابند نہیں بلکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی مشیّت کی پابند ہے جبکہ بدفالی (بدشگونی) رسمِ کفار ہے،بہر حال مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔

ماہ صفر المظفر کے نوافل وعبادات

ماہ صفر کی پہلی رات کے نوافل:ماہِ صفر کی پہلی رات میں نماز عشاء کے بعد ہر مسلمان کو چاہئے کہ چار رکعات نماز پڑھے۔پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یَا اَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پندرہ دفعہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پندرہ مرتبہ پڑھے۔اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الفلق پندرہ بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الناس پندرہ مرتبہ پڑھے۔سلام کے بعد چند بار اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پڑھے۔پھر ستر مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑا ثواب عطا کرے گا اور اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے گا۔وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

(فضائل الایام والشہور صفحہ ۲۸۱)

ماہ صفر کے روزے: ہر ماہ ایّامِ بیض یعنی قمری مہینوں کے ۱۳۔۔۔۔۔۔۱۴۔۔۔۔۔۔۱۵ کے روزے رکھنا مستحب ہے ان روزوں کی فضیلت کے بارے میں قطب الاقطاب سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ،لکھتے ہیں، "حضرت امام زین العابدین رضی اللہ

عنہ، نے فرمایا کہ ۱۳ تاریخ کا روزہ تین ہزار برس، ۱۴ تاریخ کا روزہ دس ہزار برس اور ۱۵ تاریخ کا روزہ ایک لاکھ تیرہ ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۴۹۸)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایامِ بیض کے روزے سفر و اقامت میں نہیں چھوڑتے تھے۔"

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "جو شخص ایامِ بیض کا روزہ رکھے گا وہ سال بھر روزہ رکھنے والا قرار پائے گا۔" (بخاری شریف)

اس مہینے میں چاہئے کہ ہر پیر، جمعرات، جمعہ اور ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں میں روزہ رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

صفر المظفر میں رونما ہونے والے اہم واقعات

☆ہجرت کی شروعات۔۔۔۔۔۔یکم ہجری ☆جہاد فرض ہوا۔۔۔۔۔۔۲ھ ☆غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ بیر معونہ۔۔۔۔۔۔۴ھ ☆یمنی قبائل نے اسلام قبول کیا۔۔۔۔۔۔۱۰ھ ☆فتح اصطخر۔۔۔۔۔۔۲۹ھ ☆ وفات حاطب بن بلتعہ ۔۔۔۔۔۔۳۰ھ ☆وفات عبدالرحمٰن بن عوف ۔۔۔۔۔۔۳۲ھ ☆ابو سہل ۔۔۔۔۔۔۴۰ھ ☆وفات محمد بن مسلم ۔۔۔۔۔۔۴۳ھ ☆سنان بن مسلمہ سندھ آئے۔۔۔۔۔۔۴۸ھ ☆وفات صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا ۔۔۔۔۔۔۵۰ھ ☆وفات عمران بن حصین ۔۔۔۔۔۔۵۲ھ ☆وفات عبداللہ بن مغفل ۔۔۔۔۔۔۶۰ھ ☆وفات بریدہ الاسلمی ۔۔۔۔۔۔۶۲ھ ☆وفات عبداللہ بن عمرو ۔۔۔۔۔۔۶۵ھ ☆وفات جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔۔۔۔۔۔۶۶ھ ☆وفات عمرو بن سعد۔۔۔۔۔۔۶۷ھ

☆وفات ابو امامہ باہلی ۔۔۔۔۔۔۸۶ھ ☆وفات عروہ بن الزبیر علیہ الرحمہ۔۔۔۔۔۔۹۴ھ ☆وفات خلیفہ سلیمان و خلافت عمر بن عبدالعزیز ۔۔۔۔۔۔۹۹ھ ☆فتح قلعہ القطاسین ۔۔۔۔۔۔۱۰۹ھ ☆وفات عطیہ بن سعد الکوفی۔۔۔۔۔۔۱۱۱ھ ☆وفات سعید بن یسار۔۔۔۔۔۔۱۱۷ھ ☆جنگ اتراک۔۔۔۔۔۔۱۱۹ھ ☆خلیفہ ابراہیم کی دست برداری، خلافت مروان ثانی۔۔۔۔۔۔۱۲۷ھ ☆خلیفہ منصور نے بغداد میں اقامت اختیار کی۔۔۔۔۔۔۱۴۶ھ ☆رصافہ کی تعمیر۔۔۔۔۔۔۱۵۱ھ ☆وفات امام اوزاعی۔۔۔۔۔۔۱۵۷ھ ☆حکیم مقنع نے خدائی کا دعویٰ کیا۔۔۔۔۔۔۱۵۹ھ ☆ہارون الرشید کی شادی۔۔۔۔۔۔۱۶۰ھ ☆قیصر روم کا میدان سے فرار۔۔۔۔۔۔۱۶۸ھ ☆ خلافت الہادی العباسی۔۔۔۔۔۔۱۶۹ھ ☆یحییٰ برمکی وزیر مملکت ہوا۔۔۔۔۔۔۱۷۸ھ ☆مصر میں شدید زلزلہ۔۔۔۔۔۔۱۸۰ھ ☆وفات امام عبدالرحمٰن العتقی۔۔۔۔۔۔۱۹۱ھ ☆وفات ابوبکر بن عیاش۔۔۔۔۔۔۱۹۳ھ ☆وفات بقعیہ الکلاعی۔۔۔۔۔۔۱۹۷ھ ☆وفات یحییٰ ابن سعید القطان۔۔۔۔۔۔۱۹۸ھ ☆وفات ہشام الکلبی الاخباری۔۔۔۔۔۔۲۰۴ھ ☆وفات قطرب النحوی۔۔۔۔۔۔۲۰۶ھ ☆ وفات یعلی الکوفی۔۔۔۔۔۔۲۰۹ھ ☆اعلان تشیع المامون۔۔۔۔۔۔۲۱۱ھ ☆فتنہ خلقِ قرآن۔۔۔۔۔۔۲۱۲ھ ☆وفات الاخفش الاوسط (ماہر علم نحو "ابوالحسن سعید بن مسعدۃ" انہیں اخفش اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی پلکیں نہیں تھیں)۔۔۔۔۔۔۲۱۵ھ ☆مامون الرشید کا سفر ارض روم، دمشق، مصر۔۔۔۔۔۔۲۱۶ھ ☆بصرہ میں زبردست آگ۔۔۔۔۔۔۲۱۷ھ ☆امام احمد بن حنبل

علیہ الرحمۃ کو صحیح العقیدہ ہونے پر عباسی حکمراں معتصم باللہ کے
حکم پر ۳۴ کوڑے لگائے گئے۔۔۔۔۔۔۲۲۰ھ ☆ قتل مازیا
روبابک (طبرستان کا آخری قارنی حاکم جو مسلمان ہو کر پھر
مجوسی ہوگیا تھا، اسے قتل کرکے مشہور زرتشتی سپہ سالار
"بابک " کی لاش کے ساتھ منظر عام پر لٹکایا گیا)۔۔۔۔۔
۔۲۲۴ھ ☆ قتل افشین بن کاؤس (جو مسلمان ہو کر مرتد
ہوگیا تھا)۔۔۔۔۔۲۲۴ھ ☆ وفات ابو نصر التمار
۔۔۔۔۔۔۲۲۸ ☆ وفات اسحٰق بن راہویہ۔۔۔۔۔۔
۲۳۸ھ ☆ ذمیوں کے متعلق تادیبی احکام۔۔۔۔۔۔
۲۳۹ھ ☆ وفات یعقوب بن السکیت النحوی۔۔۔۔۔۔
۲۴۴ھ ☆ وفات الحسین الکرابیسی۔۔۔۔۔۔۲۴۸ھ
☆ وفات ابوبکر الاثرم۔۔۔۔۔۔۲۶۱ھ ☆ وفات عباس
الدوری۔۔۔۔۔۔۲۷۱ھ ☆ وفات محمد بن عبدالرحمٰن
الاموی اندلسی وحکومت المنذر الاموی۔۔۔۔۔۔۲۷۳ھ
☆ وفات المنذر الاموی وحکومت عبداللہ بن محمد الاموی
۔۔۔۔۔۔۲۷۵ھ ☆ کلام و فلسفہ کی کتابوں کی ضبطی
۔۔۔۔۔۔۲۷۹ھ ☆ دیبل (سندھ) میں زلزلہ۔۔۔۔۔
۔۔۲۸۰ھ ☆ المعتضد اور خمارویہ میں صلح۔۔۔۔۔۔۲۸۲ھ
☆ مصر میں سرخ آندھی۔۔۔۔۔۔۲۸۴ھ ☆ وفات محمد
بن نصر المروزی۔۔۔۔۔۔۲۹۴ھ ☆ وفات محمد بن داؤد
الظاہری۔۔۔۔۔۔۲۹۷ھ ☆ خلافت عبدالرحمٰن الناصر
الاندلسی۔۔۔۔۔۔۳۰۰ھ ☆ وفات النسائی صاحب
سنن۔۔۔۔۔۔۳۰۳ھ ☆ مصر پر عبیدیوں کا قبضہ۔۔
۔۔۔۳۰۸ھ ☆ واسط میں زمین شق ہوگئی اور ۱۳۰۰ گاؤں
ڈوب گئے۔۔۔۔۔۔۳۱۰ھ ☆ کوفہ میں قرمطیوں سے
جنگ۔۔۔۔۔۔۳۱۲ھ ☆ وفات لفطویہ النحوی۔۔۔۔
۔۔۳۲۳ھ ☆ وفات ابوالحسن العنبری۔۔۔۔۔۳۲۴ھ

☆ وفات محمد بن قاسم النیابی۔۔۔۔۔۔۳۲۷ھ ☆ وفات
ابن مقلد الوزیر۔۔۔۔۔۔۳۲۸ھ ☆ معزولی المتقی و
خلافت المستکفی۔۔۔۔۔۔۳۳۳ھ ☆ سیف الدولہ اور
رومیوں میں جنگ۔۔۔۔۔۔۳۳۹ھ ☆ رومیوں نے
طراسوس کو تباہ کردیا۔۔۔۔۔۔۳۵۳ھ ☆ وفات ابوالحسن
الابری۔۔۔۔۔۔۳۶۳ھ ☆ وفات المستنصر و خلافت
ہشام الثانی۔۔۔۔۔۔۳۶۶ھ ☆ بشاری مقدسی کا نقشہء
سندھ۔۔۔۔۔۔۳۷۵ھ ☆ ابن المعلم کا قتل۔۔۔۔۔
۔۳۸۲ھ ☆ وفات اسماعیل الصاحب بن عیاد۔۔۔۔۔
۔۳۸۵ھ ☆ وفات احمد البستی صاحب المعالم۔۔۔۔
۔۔۳۸۸ھ ☆ وفات ابوالفتح ابن جنی۔۔۔۔۔۔۳۹۲ھ
☆ سلطان محمود کا اندو پال پر حملہ۔۔۔۔۔۔۳۹۹ھ
☆ سندھ پر سومرو حکومت کی ابتداء۔۔۔۔۔۔۴۰۱ھ
☆ وفات عبدالرحمٰن بن فطیس الاندلسی۔۔۔۔۔۔۴۰۲ھ
☆ وفات القاضی ابو الید الفروضی القرطبی۔۔۔۔۔۔
۴۰۳ھ ☆ وفات عبد الغنی الازدی صاحب المؤلف
مختلف۔۔۔۔۔۔۴۰۹ھ ☆ وفات ابوالقاسم الخزاعی۔۔۔
۔۔۔۴۱۱ھ ☆ وفات ابو الحسن المحاملی الفقیہ۔۔۔۔۔
۴۱۵ھ ☆ وفات ابومحمد النحاس المصری۔۔۔۔۔۔۴۱۶ھ
☆ محمود غزنوی نے منصورہ پر قبضہ کرلیا۔۔۔۔۔۔۴۱۷ھ
☆ محمود غزنوی کا قاصد فتح نامہ اور تحائف لے کر بغداد آیا۔
۔۔۔۔۔۴۱۸ھ ☆ وفات صالح الکلابی۔۔۔۔۔۔
۴۲۰ھ ☆ وفات قاضی عبدالوہاب۔۔۔۔۔۔۴۲۲ھ
☆ وفات حافظ المستغفری المحدث۔۔۔۔۔۔۴۳۲ھ
☆ تبریز میں شدید زلزلہ۔۔۔۔۔۔۴۳۴ھ ☆ وفات ابو
الظفر الصنعی۔۔۔۔۔۔۴۵۱ھ ☆ طغرل بیگ سلجوقی بغداد
آیا۔۔۔۔۔۔۴۵۵ھ ☆ وفات ابو عبداللہ بن عتاب

القرطبی ------۴۶۲ھ ☆وفات شیخ موتمن ابن حیدر
-----۴۶۴ھ ☆وفات صرور الشاعر------
۴۶۵ھ ☆وفات ابو الفتیان الشاعر------۴۷۳ھ
☆وفات ابو الولید سلیمان الباجی------۴۷۴ھ
☆وفات عثمان الحمی------۴۸۱ھ ☆محدث ''ابو
عبداللہ محمد بن ابی نصر'' کو وصال وتدفین کے تین سال بعد
دوسری قبر (پہلوئے حضرت بشر حافی) میں منتقل کیا
گیا------۴۹۱ھ ☆ وفات ابوالمعالی الفقیہ
-----۴۹۴ھ ☆حکومت الآمر الفاطمی ---
---۴۹۵ھ ☆وفات یعقوب صیرونی------۵۰۰ھ
☆وفات ابو القاسم------۵۰۶ھ ☆ وفات تاج
الاسلام ابوبکر السعانی------۵۱۰ھ ☆وفات شیخ الحنفیہ
شمس الائمہ ابو بکر الفضل------۵۱۲ھ وفات
القاضی ابن رشد القرطبی------۵۲۰ھ ☆ وفات ابومحمد
الشزنی------۵۲۲ھ ☆وفات ابوغالب ابن النباء و
ابن زاغونی------۵۲۷ھ ☆وفات جمال الاسلام
الفرضی------۵۳۳ھ ☆دمشق پر نورالدین محمود زنگی کا
قبضہ------۵۴۹ھ ☆وفات نصر بن سیار
الحصی------۵۷۲ھ ☆وفات توران شاہ------
۵۷۶ھ ☆شہاب الدین غوری کا دیبل پر قبضہ------
۵۷۸ھ ☆وفات تاج الدین بوری شاعر------
۵۷۹ھ ☆وفات محمد بن ابی الظفر الشروطی------
۵۸۰ھ ☆وفات البحرانی ماہر ارضیات------
۵۸۵ھ ☆وفات ابو المواہب بن مصری ------
۵۸۲ھ ☆صلاح الدین ایوبی کی وفات ------
۵۸۹ھ ☆حکومت الملک المنصور الایوبی------
۵۹۵ھ ☆وفات القاضی الفاضل عبدالرحیم------

۵۹۶ھ ☆وفات عماد الدین ابن الوزان------
۵۹۸ھ ☆وفات امام تقی الدین الجماعیلی------
۶۰۰ھ ☆قتل غیاث الدین محمود غزنوی------۶۰۷ھ
☆وفات ابو الفارض الشاعر------۶۳۲ھ ☆وفات
حسن صنعانی------۶۵۰ھ ☆وفات صوفی سرمست-
-----۶۸۰ھ ☆وفات شمس الدین وزیر صاحب رسالہ
شمسیہ------۶۸۳ھ ☆وفات شیخ حسن رضی شارح
کافیہ وشافیہ------۶۸۶ھ ☆وفات عراقی شاعر---
---۶۸۸ھ ☆وفات تقی الدین بن دقیق العید---
---۷۰۲ھ ☆وفات صفی الدین الہندی الاموی----
--۷۱۵ھ ☆قتل فضل اللہ میر رشید------۷۱۸ھ ☆
تخت نشینی ارخان العثمانی------۷۲۸ھ ☆حکومت
شاہ میر سواتی (کشمیر)------۷۳۵ھ ☆وفات
اوحدی اصفہانی------۷۳۸ھ ☆وفات الشیخ جمال
الدین المزی------۷۴۲ھ ☆وفات اثیر الدین ابو
حیان النحوی------۷۴۵ھ ☆وفات کمال الدین
الادفوی------۷۴۸ھ ☆وفات جمال الدین الہندی
------۸۰۷ھ ☆وفات اورخاں بانی سلطنت مالوہ-
-----۸۰۸ھ ☆وفات ابوبکر بن ظہیرۃ المخزومی--
---۸۱۲ھ ☆تخت نشینی مراد ثانی عثمانی------۴
۸۲ھ ☆وفات قاضی شرف الدین الیمانی---
--۸۳۷ھ ☆وفات کمال الدین------۸۵۵ھ
☆وفات خسرو بن فراموز الحنفی------۸۸۵ھ ☆قتل
خواجہ محمود گاواں------۸۸۶ھ ☆وفات عمر الزبیدی
فقیہ الیمن------۸۸۷ھ ☆مسجد نبوی شریف پر بجلی
گری------۸۹۸ھ ☆وفات یوسف لکرماستی---
---۸۹۹ھ ☆وفات ملا معین ہروی------۹۰۲ھ

☆وفات لطف اللہ الرومی۔۔۔۔۔۔۹۰۴ھ ☆وفات
یوسف عادل شاہ بانی دولت پور بیجاپور۔۔۔۔۔۔۹۱۶ھ
☆وفات زین الدین ابن الشماع۔۔۔۔۔۔۹۳۶ھ
☆وفات علاؤ الدین شاعر ناطبی۔۔۔۔۔۔۹۳۷ھ
☆وفات شمس الدین الشویکی الناطبی۔۔۔۔۔۔۹۳۹ھ
☆وفات طاش کبری زادہ۔۔۔۔۔۔۹۶۸ھ ☆وفات
طہماسپ صفوی اول۔۔۔۔۔۔۹۸۴ھ ☆وفات احمد
نشانجی زادہ، یوسف سنان۔۔۔۔۔۹۸۶ھ ☆وفات
سلیم چشتی۔۔۔۔۔۔۹۹۰ھ ☆وفات شیخ احمد سرہندی۔
۔۔۔۔۔۱۰۳۴ھ وفات امان اللہ بنارسی۔۔۔۔۔
۔۱۱۳۳ھ ☆خلافت عثمانی ثالث۔۔۔۔۔۔۱۱۶۸ھ
☆وفات سراج الدین آرزو۔۔۔۔۔۔۱۱۶۹ھ ☆وفات
حافظ رحمت خاں۔۔۔۔۔۔۱۱۸۸ھ ☆وفات فضل حق خیر
آبادی۔۔۔۔۔۔۱۲۷۸ھ ☆وفات علی اوسط رشک۔۔۔
۔۔۔۱۲۸۴ھ ☆وفات شیخ یوسف الدمشقی۔۔۔۔ ۔۔
۱۳۰۷ھ ☆وفات فیض الحسن سہارنپوری ۔۔۔۔۔۔
۱۳۰۸ھ ☆قتل ناصر الدین شاہ قاچار۔۔۔۔۔۔۱۳۱۴ھ
☆وفات سید جمال الدین افغانی۔۔۔۔۔۔۱۳۱۶ھ
☆وفات سید محمود بیرسٹر۔۔۔۔۔۔۱۳۱۹ھ ☆وفات
مولانا اسمٰعیل میرٹھی (مبلغ اعظم شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ
الرحمۃ کے تایا ابا)۔۔۔۔۔۔۱۳۳۶ھ ☆جنگ عظیم ختم
ہوئی۔۔۔۔۔۔۱۳۳۷ھ ☆وفات اعلیٰ حضرت الشاہ احمد
رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ۔۔۔۔۔۔۱۳۴۰ھ ☆وفات
بے نظیر وارثی۔۔۔۔۔۔۱۳۵۱ھ ☆وفات شاعرِ مشرق
ڈاکٹر محمد اقبال (فلسفی شاعر)۔۔۔۔۔۔۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء
☆ وفات جلیل مانکپوری۔۔۔۔۔۔۱۳۶۵ھ ☆ آزادی
ملایا۔۔۔۔۔۔۱۳۷۷ھ ☆ آزاد سینی گال۔۔۔۔۔۔
۱۳۸۰ھ ☆الجیریا آزاد ہوا۔۔۔۔۔۔۱۳۶۳ھ ☆وفات
علامہ ارشد القادری۔۔۔۔۔۔۱۴۲۳ھ

ماہ صفر میں وفات پانے والے
اولیائے کرام و بزرگان دین

(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

یکم صفر : ☆حضرت ابوبکر احمد اسمٰعیلی جرجانی
۔۔۔۔۔۔۳۷۱ھ ☆حضرت خواجہ حسن سالار۔۔۔۔۔۔
۹۹۹ھ ☆حضرت مولانا خدا بخش ملتانی۔۔۔۔۔۔۱۲۵۱ھ
☆ حضرت سیدنا ابو القاسم شاہ اسماعیل حسن مارہروی ☆
حضرت حاجی وارث علی شاہ ☆ شاہ جمال اللہ رامپوری
☆ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی

۲/صفر: ☆ خلیفہ عادل الحکم ثانی بن عبدالرحمٰن
الناصر مالکی اندلسی (دور خلافت ۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ)۔۔۔۔
۔۔۳۶۶ھ ☆حضرت ابو العباس احمد زوق برنسی فارسی۔۔
۔۔۔۔۸۹۹ھ ☆مولانا فضل احمد صوفی بن سلطان
الواعظین مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی۔۔۔۔۱۳۶۸ھ

۳/صفر: ☆حضرت خواجہ حسام الدین
چلپی۔۔۔۔۔۔۶۸۳ھ ☆حضرت شیخ سلطان الدین احمد
مولانا سنجانے۔۔۔۔۔۔۷۶۱ھ ☆حضرت دیوان محمد منور
علی۔۔۔۔۔۔۸۰۶ھ ☆حضرت خواجہ دانا سورتی ☆ مجاہد
کبیر سلطان صلاح الدین ایوبی۔۔۔۔۔۔۵۸۹ھ ☆
حضرت شاہ فقیر اللہ علوی افغانی ثم سندھی علیہ الرحمۃ (خلیفہ
شیخ محمد مسعود دائم علیہ الرحمۃ، مزار شریف شکار پور سندھ میں
ہے)۔۔۔۔۔۔۱۱۹۵ھ

۴/صفر: ☆حضرت ابو سعید چشتی ☆ حضرت
خواجہ قطب الدین جونپوری ☆ حضرت کریم شاہ سورتی
☆خواجہ مطمئن تونسوی ☆ حضرت علامہ محمود الموی اعظم

گڑھی------۱۳۳۷ھ ☆ حضرت مولانا ناصر علی حنفی
غیاث پوری عظیم آبادی ------۱۳۰۵ھ ☆ حضرت
علامہ مفتی غلام حسین نقشبندی عیسیٰ خیلوی ثم کانپوری ----
--۱۳۴۱ھ

۵/ صفر: ☆ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ
عنہا-----۵۱ھ ☆ حضرت مولانا یعقوب چرخی
نقشبندی------۸۵۱ھ ☆ حضرت شاہ اسمٰعیل چشتی
------۱۰۶۶ھ ☆ حضرت دیوان محمد حامد------
۱۰۸۳ھ ☆ حضرت شاہ غلام رشید جونپوری------
۱۱۶۷ھ ☆ حضرت مولانا نعیم اللہ بہرائچی ------
۱۲۱۸ھ ☆ حضرت قاری مقبول ہنگل ☆ حضرت خواجہ محمد
سلیمان ☆ حضرت خواجہ محمد نظام الدین ☆ حضرت حکیم نجم
الغنی رامپوری (مصنف تاریخ روہیلکھنڈ و اودھ)-----
_۱۳۵۱ھ

۶/ صفر: ☆ حضرت خواجہ علم الدین علم الحق
فاروقی چشتی ------۹۰۱ھ ☆ حضرت شمس الدین
عارف-----۹۹۴ھ ☆ حضرت شاہ سلیمان تونسوی_
-----۱۲۶۷ھ ☆ بابا بلھے شاہ

۷/ صفر: ☆ حضرت علی بن موفق بغدادی
------۲۶۵ھ ☆ حضرت ابوبکر محمد نساج طوسی---
---۴۸۷ھ ☆ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی ---
---۶۶۱ھ ☆ حضرت شیخ ابو اسحٰق ابوسہل صعلوکی ---
---۷۶۹ھ ☆ حضرت سید کامل شاہ لاہوری----
--۱۰۰۵ھ ☆ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی ☆ جامع
معقول ومنقول ملا محمد حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ (مصنف
شرح مسلم الثبوت، حاشیہ شمس بازغہ)------۱۲۰۹ھ

۸/ صفر: ☆ حضرت سید عبد الجلیل
دہلوی----۱۰۵۷ھ ☆ حضرت شاہ عبد الجلیل بغدادی
☆ حضرت مولانا سید لیاقت علی شاہ رضوی ☆ حضرت
خواجہ صلاح الدین چشتی

۹/ صفر: ☆ حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضی اللہ
عنہ، ☆ حضرت امام المسلمین سیدنا علی رضا رضی اللہ عنہ۔
-----۲۰۳ھ ☆ حضرت شیران المانی --- ---
۲۰۷ھ ☆ حضرت اخون شیر دل حق پنڈولی ------
۷۶۳ھ ☆ حضرت میر ابو العلاء اکبرآبادی ------
۱۰۶۱ھ ☆ حضرت صوفی عنایت اللہ شاہ بن مخدوم فضل اللہ
بغدادی شہید------۱۱۳۰ھ

۱۰/ صفر: ☆ حضرت ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ
عنہا-----۵۰ھ ☆ حضرت شاہ برخوردار کوروی---
---۱۱۹۹ھ ☆ حضرت مولانا حکیم احمد علی خیرآبادی بن
حکیم عابد علی کوثر------۱۳۶۷ھ

۱۱/ صفر: ☆ حضرت ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ
بغدادی-----۳۰۶ھ ☆ حضرت ابو اسحٰق قصار---
---۳۲۶ھ ☆ حضرت شیخ محمد اسمٰعیل قیصری -----
_۳۶۵ھ ☆ حضرت ابو نصر عبداللہ سراج طوسی----
--۳۸۷ھ ☆ حضرت عمر بن محمد فضل اللہ--- --
_۵۲۰ھ ☆ حضرت شیخ تاج الدین بقاء ------
۵۲۷ھ ☆ حضرت ابو العباس احمد بن ریف اندلسی---
---۵۳۷ھ ☆ حضرت شیخ شمس الدین ناگوری-----
_۶۶۷ھ ☆ حضرت سید محمد بغدادی---- --۶۹۲ھ
☆ حضرت سید مبارک بن اباز------۷۹۹ھ
☆ حضرت قاسم انوار-----۸۳۷ھ ☆ حضرت سید
ابراہیم سرمدی ------۹۰۷ھ ☆ حضرت حافظ الٰہی
بخش عرف علی جاہ-----۱۲۸۱ھ ☆ مفسر اعظم ہند

حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی ☆ حضرت شیخ الاسلام شیخ القرآن علامہ غلام علی اشرفی اوکاڑوی

۱۲/ صفر: ☆ حضرت سیدتنا رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ------۳ھ ☆ حضرت ابو عثمان واعظ ------۲۹۸ھ ☆ حضرت خواجہ عبدالکریم ابو القاسم خطیب ------۴۸۳ھ ☆ حضرت سید الیاس مغربی ------۷۹۸ھ ☆ حضرت شیخ زاہد بن ابراہیم گیلانی ------۷۹۹ھ ☆ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم دہلوی ------۱۱۳۱ھ ☆ حضرت شیخ جاگیر کردے ------۱۱۹۵ھ ☆ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی ------۱۲۷۸ھ ☆ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی

۱۳/ صفر: ☆ حضرت ابوعبدالرحمٰن احمد نسائی (صاحب سنن) ------۳۰۳ھ ☆ حضرت ابوعلی حسن مشتولی ------۳۴۰ھ ☆ حضرت ابو محمد عبداللہ مرتعش ------۳۲۸ھ ☆ حضرت ابوالعباس احمد خزری ------۵۰۷ھ ☆ حضرت محمد غیاث کرمانی ------۶۹۵ ☆ حضرت عبداللہ شاذلی ------۶۴۷ھ ☆ حضرت شیخ بہاؤالدین اکبر ------۷۸۹ھ ☆ حضرت ابوالفتح سنجری مقید جبروت ------۱۰۹۳ھ ☆ حضرت اخون شاہ حبیب اللہ ------۱۰۹۹ھ ☆ حضرت شاہ واصل الدین ------۱۱۸۸ھ ☆ حضرت محی الدین عرف حافظ جمال اللہ ------۱۲۰۹ھ ☆ حضرت قطب الدین عرف حاجی قدرت اللہ ------۱۲۱۷ھ ☆ حضرت شیخ حبیب پشاوری ☆ حضرت پیر سائیں صبغت اللہ شہید (والد پیر پگارا) ------۱۳۶۷ھ/۲/مارچ ۱۹۴۲ء ☆ حضرت فاضل کبیر محمد حسن سنبھلی ------۱۳۰۵ھ

۱۴/ صفر: ☆ حضرت مالک بن دینار ------۱۳۷ھ ☆ حضرت حاجی مصطفیٰ سرہندی ------۱۰۳۹ھ ☆ حضرت ظہیر الدین ماکور ------۴۱۱ھ ☆ قاضی ابوالمحاسن یوسف بن رافع الاسدی المعروف بابن شدّاد بہاؤالدین الفقیہ الشافعی (سلطان صلاح الدین ایوبی کے استادِ گرامی) ------۶۳۲ھ ☆ حضرت شاہ عبدالکریم مانکپوری ------۱۰۵۷ھ ☆ حضرت ابو الفیض شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد گرامی) ------۱۱۳۱ھ

۱۵/ صفر: ☆ حضرت جلال الحق الملقب بہ قاضی خاں یوسف ناصحی ------۹۴۴ھ ☆ حضرت اخون صدیقی مصطفیٰ آبادی ------۱۱۹۵ھ ☆ حضرت شاہ غلام نصیرالدین میاں کالے ------۱۲۶۲ھ ☆ حضرت نجابت علی شاہ لکھنوی ☆ حضرت سید شاہ احمد شمس عالم رابچوری

۱۶/ صفر: ☆ حضرت عمر احمد علی مغربی ------۲۹۷ھ ☆ حضرت ابوالحسین بندار شیرازی ------۳۵۸ھ ☆ حضرت ابو بوی مسعود مغربی ------۵۶۷ھ ☆ حضرت سید احمد کبیر ------۶۸۳ھ ☆ حضرت ابوعثمان ------۶۹۹ھ ☆ حضرت شیخ بابا کمال حیدری ------۷۱۷ھ ☆ حضرت سیدی محمد بن یوسف کرمانی ------۷۸۶ھ ☆ حضرت شاہ قاسم منقسم الارواح ------۹۱۵ھ ☆ حضرت سید احمد اکبرآبادی ------۱۰۹۹ھ ☆ حضرت ولی اللہ حقی ------۱۱۹۹ھ ☆ رئیس القلم علامہ ارشد القادری ------۱۴۲۳ھ ☆ حضرت مولانا سید مغفور القادری (اولاد حضرت لعل شہباز قلندر) ------۱۳۹۰ھ

۱۷/صفر: ☆حضرت ابوعلی حسین۔۔۔۔۔۔ ۳۹۰ھ☆حضرت شیخ زکریا۔۔۔۔۔۔۴۵۵ھ ☆حضرت خواجہ بہاؤ لدین زکریا سہروردی ۔۔۔ ۔۔ ۔۶۶۶ھ☆حضرت خواجہ حسن بلغاری۔۔۔۔۔۔۶۹۸ھ ☆حضرت دیوان محمد تاج الدین ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۲۲ھ ☆حضرت شیخ نظام الدین نارنولی۔۔۔۔۔۔۱۱۵۱ھ ☆حضرت اخون صدیق باجوڑی۔۔۔۔۔۔۱۱۸۹ھ ☆حضرت حکیم شاہ نعمت اللہ۔۔۔۔۔۔۱۲۲۵ھ☆حضرت علامہ مفتی غلام رسول مدراسی۔۔۔۔۔۔۱۳۳۵ھ ☆حضرت مولانا حامد علی خان رامپوری ۔۔۔۔۔۔ ۱۴۰۰ھ☆حضرت شیخ علی احمد بھیروی۔۔۔۔۔۔۱۳۱۲ھ

۱۸/صفر: ☆حضرت اسداللہ رومی☆ شیخ حمید اندلسی۔۔۔۔۔۔۳۳۶ھ☆حضرت راجی حامد۔۔۔۔۔۔۹۰۱ھ ☆حضرت برہان الدین غریب۔۔ ۔۔۔۔ ۹۰۳ھ ☆حضرت موسیٰ سہروردی (آہن گر، گوالمنڈی لاہور)۔۔ ۔۔۔۔۹۶۲ھ☆حضرت میر نعمان اکبرآبادی ۔۔۔۔۔۱۰۶۰ھ

۱۹/صفر: ☆حضرت عبدالاول ایمن الدین شامی۔۔۔۔۔۔۱۷۰ھ ☆ابو الولید ہشام اول بن عبدالرحمٰن الداخل الاموی (خلیفہ اسپین)۔۔۔ ۔۔۔ ۱۸۰ھ ☆حضرت شیخ ابو محمد رویم بغدادی۔۔۔۔۔۔ ۳۰۳ھ ☆حضرت سید محمد شبکی حسنی۔۔۔۔۔۔۴۹۸ھ ☆محمد بن ابی القاسم المعروف ابن رشد الاندلسی المالکی (عظیم فلسفی، قاضی قرطبہ واشبیلیہ)۔۔۔۔۔۔۵۹۵ھ/۱۲ دسمبر ۱۱۹۸ء☆حضرت قاضی حمید الدین محمد بن عطا ناگوری ۔۔۔۔۔۶۴۳ھ ☆حضرت سید بہاؤالدین جونپوری ۔۔۔۔۔۔۹۰۳ھ ☆حضرت خواجہ یحییٰ الہ آبادی۔۔۔ ۔۔۔۱۰۰۷ھ ☆حضرت سید احمد کالپوی ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۸۴ھ ☆حضرت شاہ جمال کلکتوی☆حضرت اخون دریا خان جی زبرجدی۔۔۔۔۔۔۱۱۶۸ھ ☆حضرت اخون دریا خاں جی۔۔۔۔۔۔۱۱۶۹ھ☆حضرت سید علیم اللہ چشتی۔۔۔۔۔۔۱۲۰۲ھ☆حضرت شیخ علیم اللہ شورخ ابدال ۔۔۔۔۔۔ ۱۲۰۷ھ ☆حضرت سید شاہ احمد کالپی شریف ☆حضرت مولانا سید محمد عمر حنبلی حیدرآبادی ۔۔۔۔۔۔۱۳۳۰ھ

۲۰/صفر: ☆حضرت سیدی یحییٰ بن بکیر (جامع موطاء امام مالک)۔۔۔۔۔۔۳۳۱ھ ☆صاحب زادہ حکیم ارشاد احمد امیری☆ پیر سید علی کلاں شیرازی (مدفون کوہ مکلی)۔۔۔۔۔۔۸۷۷ھ☆مخدوم بلال بن کبروی جنیدی بن حسن بن ادریس سموں (شہید) ۹۳۱ھ ☆حضرت مولانا سلطان الدین مبین جے پوری ۔۔ ۔۔ ۔۔۱۳۳۶ھ

۲۱/صفر: ☆حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی۔۔۔۔۔۔۲۵۵ھ ☆حضرت شیخ محمد بن یوسف مغربی۔۔۔۔۔۔۲۶۳ھ ☆حضرت ابو الحسین محمد وزاق ۔۔۔۔۔۔۳۱۹ھ☆حضرت شاہ محمد عاشق ماہ۔۔ ۔۔۔ ۔۵۹۷ھ ☆حضرت شمس الدین عبید قادری۔۔۔ ۔۔ ۔۸۵۵ھ ☆حضرت شیخ عبدالرحیم کشمیری۔۔۔۔۔۔ ۱۱۱۵ھ☆حضرت سید عقیل☆ حضرت محمد عبدالرحمٰن مکی سوار

۲۲/صفر: ☆حضرت شیخ صلاح الدین درویش چشتی سہروردی۔۔۔۔۔۔۷۴۰ھ ☆حضرت شیخ محمد حلوی بن داؤد قرشی ۔۔۔۔۔۔۷۵۷ھ☆حضرت شیخ عبداللہ قریشی۔۔۔۔۔۔۹۰۰ھ☆حضرت شیخ محمود راجن ۔۔۔ ۔۔۔۹۰۰ھ ☆حضرت شاہ غلام علی دہلوی (مجدد مأتہ اثنا

عشر)۔۔۔۔۔۔۱۲۴۰ھ ☆ حضرت خواجہ محمد محمود عرف
راجن بن خواجہ علم الدین۔۔۔۔۔۔۹۳۲ھ ☆ حضرت سید
غلام حسین ۱۲۶۹ھ ☆ حضرت پیر سید بھلن شاہ جیلانی بن
یسٰین شاہ جیلانی نورائی شریف۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۷ھ
☆ حضرت مولانا سید حسن شاہ رام پوری (اولاد حضرت
مخدوم جلال بخاری)۔۔۔۔۔۔۱۳۱۲ھ

۲۳/ **صفر**: ☆ حضرت ابوعبداللہ خاقان صوفی۔
۔۔۔۔۔۲۷۹ھ ☆ حضرت ابو القاسم علی گرگانی۔۔۔۔
۔۔۴۵۰ھ ☆ حضرت شیخ عفیف الدین سلمان تلمسانی
۔۔۔۔۔۔۶۹۰ھ ☆ حضرت سید جلال احمد اکبری۔۔۔۔
۔۔۸۱۷ھ ☆ حضرت شاہ جلال الدین ۔۔۔۔۔۔
۸۱۷ھ ☆ حضرت مخدوم شیخ محمد مینا لکھنوی۔۔۔۔۔
۔۸۸۴ھ ☆ حضرت مولانا عبدالرزاق لکھنوی۔۔۔۔۔۔
۱۳۰۷ھ ☆ حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ، ☆ حضرت
سلطان محمود غزنوی ☆ حضرت محمد سلیم قادری شہید (امیر
شہدائے اہلسنت، بانی سنی تحریک)

۲۴/ **صفر**: ☆ حضرت شیخ عبداللہ بن سالم۔۔
۔۔۔۔۹۱۷ھ ☆ حضرت خواجہ میر درد دہلوی ☆ حضرت
مولانا ابو البقا عبدالحکیم قادری رزاقی۔۔۔۔۔۔۱۲۸۸ھ
☆ حضرت علامہ عبدالحکیم سیال کوٹی ☆ حضرت خواجہ شمس
الدین سیالوی ۔۔۔۔۔۔۱۳۰۰ھ ☆ حضرت مہر محمد صوبہ
نقشبندی لاہوری ۔۔۔۔۔۔۱۳۶۴ھ ☆ حضرت مولانا
عبدالحکیم فرنگی محلی (نبیرہ بحرالعلوم)

۲۵/ **صفر**: ☆ حضرت احمد خضرویہ۔۔۔۔۔۔
۲۴۰ھ ☆ حضرت شیخ احمد مجد شیبانی نارنولی۔۔۔۔۔۔
۹۲۷ھ ☆ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا بریلوی
علیہ الرحمہ ☆ حضرت سید قلندر علی سہروردی۔۔۔۔۔
۔۱۳۷۸ھ ☆ مفتی شیخ عبدالرزاق قادری لکھنوی۔۔۔۔۔
۔۱۳۰۷ھ ☆ حضرت علامہ عماد الدین رفاعی سورتی۔۔۔۔
۔۔۱۳۱۰ھ ☆ حضرت شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی ۔۔۔۔۔
۔۱۳۰۷ھ

۲۶/ **صفر**: ☆ حضرت میر سید حسن قادری۔۔۔
۔۔۔۷۸۱ھ ☆ حضرت سید عالم الدین چشتی ۔۔۔۔۔۔
۸۰۹ھ ☆ حضرت سیدنا حسن بغدادی ☆ حضرت شیخ محمد
غوث کاکوروی (رکن مجلس تدوین فتاویٰ عالمگیری)
۔۔۔۔۔۔۱۱۱۸ھ ☆ حضرت مفتی نور الحق ٹونکی ۔۔۔۔
۔۔۱۳۳۶ھ ☆ حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز قادری
لکھنوی ۔۔۔۔۔۔۱۳۳۸ھ ☆ حضرت مولانا امیر علی
امیٹھوی شہید حادثۂ ہنومان گڑھی اجودھیا (نبیرہ حضرت ملا
احمد جیون) ۔۔۔۔۔۔۱۲۷۲ھ

۲۷/ **صفر**: ☆ حضرت ابوموسیٰ راعی۔۔۔۔
۔۔۱۱ھ ☆ حضرت حریق اسود ابدال۔۔۔۔۔۔۱۵۳ھ ☆
حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید۔۔۔ ۔۔ ۔۱۷۷ھ
☆ حضرت ابو عمران راعی۔۔۔۔۔۔۱۹۹ھ ☆ حضرت
ابراہیم بن عیسیٰ اصفہانی۔۔۔۔۔۔۲۴۷ھ ☆ حضرت
شرف الدین عیسیٰ قتال بن غوث اعظم۔۔۔۔۔۔۵۷۳ھ
☆ حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن غوث الاعظم۔۔۔۔۔۔
۵۸۷ھ ☆ حضرت عبدالرحیم مغربی عاشق نبی۔۔۔۔۔
۔۵۹۰ھ ☆ سلطانِ عادل حضرت سلطان صلاح الدین
ایوبی۔۔۔۔۔۔۵۸۹ھ ☆ حضرت شیخ یحییٰ گجراتی۔۔۔۔
۔۔۱۰۷۵ھ ☆ حضرت خواجہ یحییٰ مدنی چشتی۔۔۔۔۔
۔۱۱۴۱ھ ☆ شارح بخاری حضرت امام بدر الدین عینی ☆
حضرت عبدالواحد فرید ☆ حضرت شرف الدین ☆ حضرت
شاہ بلاقی مراد آبادی ☆ حضرت محمد عظیم حسن اخریٰ برخیا

المعروف قلندر بابا اولیاء ــــــ۱۳۹۹ھ ☆حضرت مولانا شاہ امداد حسین رامپوری (برادر مولانا ارشاد حسین رامپوری) ــــــ۱۳۱۲ھ

۲۸/صفر: ☆حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، ☆حضرت ابو بکر محمد وفاق ــــــ۲۹۰ھ ☆حضرت شیخ احمد سمعانی ــــــ۳۹۸ھ ☆حضرت شیخ شمس الحق بڑے حقانی ــــــ۹۵۰ھ ☆حضرت خواجہ ابو یوسف محی الدین یحیٰی مدنی ــــــ۱۱۰۱ھ ☆حضرت شاہ عبید المجید ــــــ۱۰۲۷ھ ☆حضرت شاہ بدر الدین عرف بلاقی شاہ ــــــ۱۱۵۳ھ ☆حضرت شاہ محمد سلیمان پھلواری بن شاہ محمد داؤد (مجاہد تحریک آزادی) ــــــ۱۳۵۴ھ ☆حضرت شاہ جہاں گیر ☆خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی امرتسری ــــــ۱۳۵۹ھ ☆حافظ عبدالکریم راولپنڈی ــــــ۱۳۵۵ھ ☆حضرت صادق شاہ صاحب کانپوری ☆حضرت ابوالقاسم شاہ سید میر محمد احمد صدیق المتخلص بہ قاتل لکھنوی الاجمیری قادری ۱۳۷۰ھ /۱۹۵۰ ☆حضرت علامہ رحم الٰہی مظفر نگری منگلوری (استاذِ گرامی مرشدی مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں) ــــــ۱۳۶۳ھ

۲۹/صفر: ☆حضرت میر محمد یعقوب گیلانی ــــــ۱۱۷۹ھ ☆حضرت الشاہ امام نووی ☆حضرت سید نا پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی ☆حضرت پیر فتح محمد ☆حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

۳۰/صفر: ☆حضرت حافظ الحدیث امام محمد حاکم نیشاپوری (صاحب المستدرک) (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

☆☆☆

عارضِ گل

وصی مکرانی واجدی بھانٹر سر نیپال

مدینہ جاکے وہ گھر گھر تلاش کرتا ہے
نبی کے عہد کا منظر تلاش کرتا ہے
ہے جو بھی شازش قتل حسین میں شامل
وہ پیاسا دیکھو سمندر تلاش کرتا ہے
جسے قبول نہیں اپنی ہمسری صاحب
وہ کیوں رسول کا ہمسر تلاش کرتا ہے
زمین کا عارض گل ریز چھوڑ کر انساں
وہ دیکھو چاند پہ پتھر تلاش کرتا ہے
نبی کے ذکر کی جس نے سدا ستائش کی
نبی کے ذکر میں ڈالر تلاش کرتا ہے
ہے جس کے دل میں وہی ذوق جستجو شامل
ہر ایک سیپ میں گوہر تلاش کرتا ہے

☆☆☆

توجہ دیں

مضمون نگار حضرات ماہنامہ سنی دنیا کے لئے اپنے مضامین ہمارے ان ای میل ایڈریس پر میل کرسکتے ہیں۔

atiqhashmati@gmail.com
atiq_shujamalik@yahoo.com
munisuwais@yahoo.com

رادّ المہند علیٰ النہیق الانبہتی المفند

پیشکش:- عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) پیلی بھیت شریف (یوپی)

.... بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کو بھی ایسا علم غیب ہوتا ہے اور انیٹھی جی المہند میں حفظ الایمان کی عبارت یوں نقل کرتے ہیں:

اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ مذکورۂ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیوں کہ سب شریک ہوگئے تھانوی تو علم غیب کے ثبوت ہی کو کمالات نبوت میں نہیں مانتا اور انیٹھی جی اس کے سر پہ تھوپتے ہیں کہ وہ لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو نبوت کا کمال نہیں مانتا حفظ الایمان کی عبارت تو یہ ہے:

اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے یعنی اگر زید یوں کہے کہ میں بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے لئے علم غیب نہیں مانتا میں تو صرف نبی ﷺ کے لئے علم غیب مانتا ہوں تو تھانوی کہتا ہے کہ نبی میں اور بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں میں کیا فرق ہے جیسا علم نبی کو ہے ایسا علم تو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کو بھی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ نبی ﷺ کے لئے تو علم غیب مانا جائے اور بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے لئے علم غیب نہ مانا جائے اور انیٹھی جی تھانوی کا قول یوں نقل کرتے ہیں اور اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر زید بعض غیب کے جاننے کے سبب سے لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جائز رکھے اور بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں پر لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو جائز نہ مانے تو پوچھا جائے گا کہ فرق کی وجہ کیا ہے بھلا اس خباثت کا کچھ ٹھکانا ہے تھانوی شروع سے آخر تک علم غیب پر بحث کرتا ہے انیٹھی جی اس کی عبارت کو پیش نہیں کرتے اپنی طرف سے ایک نئی عبارت گڑھتے ہیں اور اس میں ساری بحث لفظ عالم الغیب کے اطلاق پر رکھتے ہیں اور چوری کے ساتھ سینہ زوری یہ کہ اسے تھانوی کی عبارت بھی بتاتے ہیں میں بھی یہاں پر مجبوراً المہند کی زبان میں کہتا ہوں کہ یہ بھی دجالوں کی دجالی اور کذابوں کی کذابی ہے کہ تھانوی کی عبارت بدلی اور حفظ الایمان کی عبارت کے خلاف ظاہر کی خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں مسلمانو! خدا تم پر رحم فرمائے ذرا المہند ملاحظہ تو فرماؤ انیٹھی جی کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی حفظ الایمان میں نہ

پاؤ گے۔ تھانوی تو صراحۃً حضور محبوب خدا ﷺ کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے علم کی طرح لکھتا ہے اور انبیٹھی جی لفظ عالم الغیب کے اطلاق پر بحث کرتے ہیں اور اس عبارت کا تھانوی پر بہتان باندھتے ہیں جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار انبیٹھی جی نے اسی جواب کے آخر میں لکھا: ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکرو بہائم و مجانین (یعنی جانوروں پاگلوں) کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا (تھانوی) دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں۔

اب ملاحظہ ہو انبیٹھی جی نے تھانوی کے اس ملعون کفر پر پردہ ڈالنے کے لئے کیا کیا فریب کئے [۱] صاف انکار کیا کہ یہ مضمون حفظ الایمان میں نہیں [۲] حفظ الایمان میں اس مضمون کے ہونے کے جھوٹ کہا اور [۳] افترا بتایا ایک [۴] بالکل نئی عبارت جو دنیا بھر کی کسی حفظ الایمان میں نہیں گڑھ کر لکھی اور اسے تھانوی کا کلام بتایا [۵] حفظ الایمان کی اصل کفری عبارت پیش نہیں کی [۶] پھر جو نئی عبارت گڑھی اس میں علم غیب کے حکم کو لفظ عالم الغیب کا اطلاق بتایا [۷] اور تخصیص کے انکار کو اقرار اور تخصیص کی طلب بتایا [۸] ایسا کے لفظ کو جو تشبیہ کے لئے تھا بالکل ہضم کر لیا [۹] تھانوی نے جو لکھا کہ علم غیب نبوت کے کمالات میں سے نہیں اسے یوں بتایا کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق کمالات نبوت میں سے نہیں [۱۰] جو مضمون حفظ الایمان میں ہے اسے واہیات بتایا [۱۱] حتیٰ کہ جو شخص حفظ الایمان کے موافق سمجھے یا کہے اس پر کفر کا فتویٰ دیا یخدعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون ٥

(۲۲) امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۵۷ پر لکھا فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رزاق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل ہاں ہاں کیا ہے دم تھانوی انبیٹھی یا کسی وہابی دیوبندی غیر مقلد میں کہ بتا سکے کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسا کہاں فرمایا ہے یہ کون سی حدیث ہے کس کتاب میں ہے کون سے راویوں نے اس کو روایت کیا ہے اور جب کچھ نہ بتا سکیں اور ہرگز نہیں بتا سکتے تو ذرا آنکھ کھول کر اپنے امام کی بے ایمانی دیکھیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عداوت اسے یہاں تک مجبور کرتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے مراتب جلیلہ کو گھٹانے اور فضائل جمیلہ کو مٹانے کے لئے جھوٹی حدیثیں گڑھ لیا کرتا ہے الا لعنة الله علی الکاذبین

(۲۳) اسی تقویت الایمان مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۲۸ پر لکھتا ہے: انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب سے بڑا بنایا ہے سو ان میں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھاتے ہیں یہ بھی وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا فرق اتنا ہے کہ اس عبارت میں اپنے جی سے حضور اقدس ﷺ کے فضائل کو مٹایا اور اوپر کی عبارت میں خود رسول اللہ ﷺ پر افترا جڑ دیا کہ خود حضور ﷺ نے ایسا فرمایا، مسلمانو! ملاحظہ فرماؤ، امام الوہابیہ نے حضور اقدس ﷺ میں صرف اتنی بڑائی مانی کہ اللہ کی راہ بتاتے اور بھلے برے کاموں سے واقف ہیں تو معلوم ہوا کہ وہابی دھرم

میں حضور ﷺ کے لئے اس کے سوا اور کسی قسم کی فضیلت ثابت نہیں تو اس میں حضور اقدس ﷺ کے تمام فضائل اور ظاہر وباطن کے تمام کمالات و محاسن خوبیاں اور معجزات سب سے انکار ہوگیا بلکہ رسالت بھی اڑگئی کیوں کہ راہ بتانا اور بھلے برے کاموں سے واقف ہونا خاص رسول کی شان نہیں خود امام الوہابیہ نے اسی عبارت میں اولیاء کے لئے بھی مانا تو وہابی دھرم میں رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ صرف اتنا ہے جتنا ایک ہدایت کرنے والے عالم کا کو وہابیہ خود اپنے امام الوہابیہ وگنگوہی ونانوتوی کے لئے مانتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے اور بھلے برے کاموں سے واقف تھے۔

(۲۴) یہ سب کچھ تو ہوا مگر مسلمان بھائیو! آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ ان دونوں عبارتوں سے صاف صاف ثابت ہوا کہ وہابی دیوبندی دھرم میں رسول اللہ ﷺ کو تمام بندوں سے صرف یہی بڑائی اور امتیاز حاصل ہے کہ اللہ عزوجل کے احکام شرعیہ سے واقف ہیں اور دوسروں کو بتاتے ہیں اور اس کے علاوہ ذات و صفات الٰہیہ و افعال ربانیہ واسرار مخفیہ و رموز خفیہ و حکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کسی بات کا علم رسول اللہ ﷺ کے لئے دیوبندی وہابی دھرم نہیں مانتا کیوں کہ تقویت الایمانی دھرم میں احکام جاننے کے سوا اور کوئی بڑائی یا امتیاز تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل نہیں اب انیٹھی جی کی بے ایمانی دیکھئے التلبیسات یعنی المہند میں اٹھارہواں سوال گڑھا کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات وصفات وافعال اور مخفی اسرار وحکمتہائے الٰہیہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں جن کے پاس تک مخلوق میں کوئی کیوں نہ ہو نہیں پہنچ سکتا۔ انیٹھی جی اگر سچے ہوتے تو صاف صاف جواب دیتے کہ ہاں ہاں ہمارے وہابی دھرم میں رسول اللہ ﷺ کو صرف اتنی ہی بڑائی حاصل ہے کہ احکام شرعیہ سے واقف ہیں اور وہی لوگوں کو بتاتے ہیں اس کے سوا کسی علم کی بڑائی انہیں حاصل نہیں دیکھو ہمارے دھرم گرو کی پستک تقویت الایمان مگر انیٹھی جی جانتے تھے کہ یہ ہندوستان نہیں جہاں ہر قسم کے کفر بکنے کی آزادی ہے یہ تو اللہ عزوجل کا گھر مکہ معظمہ اور اس کے حبیب ﷺ کا آستانہ مدینہ طیبہ ہے یہاں اسلامی حکومت بھی باقی ہے۔

لہٰذا اگر یہاں اپنے کفر کا اظہار کردیں گے تو قتل یا قید کا حکم ہو جائے گا لہٰذا اپنے اصل عقیدہ کو چھپا کر یوں جواب لکھا: ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ اور حکم نظریہ اور حقیقتہائے حقہ واسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی اور بیشک آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ملاحظہ ہو۔

انیٹھی جی نے تقویت الایمان کی اصل عبارتیں نہیں لکھیں اور اپنا عقیدہ اس کے خلاف بتایا، مسلمانو! خدا کے لئے انصاف سے بتاؤ اگر انیٹھی جی کا فی الواقع یہی عقیدہ ہوتا تو تقویت الایمان سے کیا بیزاری نہیں کرتے مگر نہیں یہ سب جھوٹ اور فریب ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

(جاری ہے.................)

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd. No. 17(82) Vol-3 Annual Subscription
Rs.(180) Per Copy (15) Regd. PO. No. BR/211/2010

دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ

مرکز الدراسات الإسلامیة

جامعۃ الرضا

بریلی شریف یوپی۔ ھند





لائف ٹائم مفت اسلامی SMS (Only for India)

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS شروع کیا گیا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں JOIN MARKAZSMS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MARKAZSMS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

Under Management

IMAM AHMAD RAZA TRUST
82, Saudagaran,
Bareilly Shareef (U.P.)

باھتمام

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲، سوداگران، بریلی شریف (یوپی)